شرح

معراج العاشقین

تشریح و تنقید

مصنّفہ

حضرت ابو الفتح صدر الدین ولی الاکبر الصادق سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز رح

مرتبہ

ثریا پروین

ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) لیکچرار شعبۂ اردو، کلکتہ گرلس کالج

فہرست

عرضِ حال ــــــــ مرتبہ ــــــــ صفحہ ۵

سوانح حیات خواجہ گیسو دراز ــــ مرتبہ ــــــــ صفحہ ۱۰

تجزیہ ــــــــ مرتبہ ــــــــ صفحہ ۱۸

شرح: معراج العاشقین ــــ مرتبہ ــــــــ صفحہ ۳۱

رسالہ معراج العاشقین ــــ گیسو دراز ــــــــ صفحہ ۶۵

مُصنّف:

نام: حضرت ابوالفتح صدرالدین ولی الاکبر الصادق سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز رح

پیدائش: ۷۲۱ھ

وفات: ۸۲۵ھ

مرقد: گلبرگہ (دکن)

دکنی تصانیف: رسالہ سہ بارہ، ہدایت نامہ، شکار نامہ، تلاوت الوجود،
ہشت مسائل، تمثیل نامہ وغیرہ

مرتبہ:

نام: ثریّا پروین لکچرار شعبۂ اُردو کلکتہ گرلس کالج

پتہ: ۱۴ رفیع احمد قدوائی روڈ، کلکتہ ۷۰۰۰۱۳

پیدائش: کلکتہ

تعلیم: ایم۔ اے (گولڈ مڈلسٹ)

سالِ اشاعت: ۱۹۸۱ء

خوشنویس: محمد طیب شیر گھاٹوی (روزنامہ ہند ۱۵۱ ساگر دت لین کلکتہ ۷۳)

طابع: تاج آفسیٹ پریس، الہ آباد

ناشر: روح ادب پبلی کیشنز، ۱۴ رفیع احمد قدوائی روڈ کلکتہ ۱۳

قیمت: روپے

عرضِ حال

زیرِ نظر مقالہ حضرت سیّد محمد گیسو دراز کے متصوفانہ رسالہ "معراج العاشقین" کی شرح ہے۔ جو ہندستان میں رہے بسے جن سے امت کی شوکت وعظمت میں اضافہ ہوا اور جن کی تعلیمات آج تک کسی نہ کسی حد تک تحریری شکل میں محفوظ چلی آ رہی ہیں۔

ذاتی سرگذشتوں کی داستان کسی کی بھی ہو دلچسپ ہوتی ہے خاص طور سے ان بزرگوں کی سرگزشت جو غنائیت کے پتلے تسلیم ورضا کے بندے اور محبت ومحبوبیت کے مجسمے تھے۔ شرح میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ حضرت سید محمد گیسو دراز کی تعلیمات کو مکمل اور نمایاں طریقے سے پیش کیا جائے اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے کہیں بھی کوتاہی ذوقِ عمل کا مظاہرہ نہیں کیا۔

حضرت صوفیہ کی زندگی پر تحقیق کرنا اور ان کی علمی وادبی زندگی کے تمام پہلوؤں کا اپنی تحریر کے ذریعہ احاطہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں اور کوئی بھی ایسا شخص جسے لکھنے پڑھنے سے کچھ تھوڑا بھی تعلق ہے کسی بھی موضوع پر کچھ نہ کچھ تو لکھ ہی لے گا بس یہی سوچ کر میں نے "معراج العاشقین" کے

انتساب

کشمیری فقیر اور صوفی شاعر
محترم غلام حسن حسین سبلا کے نام
جن کی تحریک پر میں نے
"معراج العاشقین"
کی شرح کی جسارت کی۔

ثریا پروین

شرح کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لی۔ پہلے تو ایسا معلوم ہوا کہ موضوع بالکل سامنے کا ہے اور راستے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ پھر شرح کا کام شروع کرنے کے بعد احساس ہوتا گیا کہ اس راہ میں کسی نئے نقش قدم کی گنجائش پیدا کرنا آسان نہیں کیونکہ وسائل محدود تھے۔ اس شرح کے لکھنے میں دو دشواریاں بھی سدِّ راہ رہیں۔ پہلی دشواری تو یہ ہے کہ تصوف کے رموز و نکات کی بہت سی باتیں میرے ذہن و شعور پر واضح نہیں تھیں کہ معراج العاشقین کے متصوفانہ خیالات کو سمجھنے میں ممد و معاون ہوتیں۔ دوسری یہ کہ یہ حضرات صوفیہ واللہ اعلم کن کن احوال و مقامات سے گذرتے رہے۔ ان کے سیر و سلوک کی بہت سی منزلیں ہی ہم اہل ظاہر کے لئے ناقابل فہم ہیں اس پر طرہ یہ کہ ان کی خاص خاص اصطلاحات اور رمز و کنایے۔ لفظ لکھا کچھ گیا ہے اور مراد اس سے کچھ لی گئی۔

یوں تو حضرت سید گیسو دراز پر کئی مضامین لکھے جاچکے ہیں لیکن ان تحریروں کا زیادہ حصہ عقیدت کے جذبات کی حد تک محدود ہے۔ اس شرح میں حضرت گیسو دراز کی تعلیم کو معرض بحث میں لاتے ہوئے صرف تعریف و توصیف کو ہی ملحوظ نہیں رکھا گیا بلکہ جہاں جہاں معنی و مطالب کی تشریح کی ضرورت پیش آئی ان کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

اردو ادب کو تصوف گویا ورثہ میں ملا ہے۔ اردو کی ارتقار کا ابتدائی عہد صوفیائے کرام کی کاوشوں کا احسان مند ہے۔ اب یہ احسان

ناشناسی ہوتی اگر ہمارا ادب تصوف کو گلے نہ لگاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ادب میں تصوف کو ایک قابل لحاظ درجہ حاصل ہے بلاشبہ مسائل تصوف کو خواجہ گیسو دراز نے اس طرح حل کیا ہے کہ انہیں "ولی" مان لینے کو جی چاہتا ہے۔

مجموعی طور پر وہ ایک غیر معمولی فرد تھے جنہوں نے اس مقصد کو جس کیلئے عمر بھر کوشاں رہے ایک امتیازی شان بخشی اور وہ بھی کچھ اس ڈھنگ سے جس کی کوئی ہمسری نہیں کرسکتا پرانا نظام بدلتا ہے اور ہم اسے واپس نہیں لاسکتے لیکن ہم اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اس طرح ہم گیسو دراز کی زندگی اور ان کی تعلیمات سے ایک بڑا سبق سیکھ سکتے ہیں۔

انسان کو اس کائنات میں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ وہ "نشستند و گفتند و برخاستند" کی عملی تفسیر پیش کرکے رخصت ہوجائے بلکہ اس کی تخلیق کا کوئی مقصد بھی ہے اگر انسان اس مقصد یا مقاصد کی تکمیل نہیں کرسکتا تو ان کا وجود جمادو بہمات وحیوان کی طرح ہے بلکہ ان سے بھی بدتر کیونکہ انہیں انسان کی طرح جوہر عقل سے نہیں نوازا گیا ہے اس بات کو خواجہ گیسو دراز نے معراج العاشقین میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

کہتے ہیں خوش کردار لوگوں پر سب کچھ روشن ہوجاتا ہے انھیں شعوری یا لاشعوری طور پر اس بات کا ادراک ہوجاتا ہے کہ اب راہ حیات مختصر ہوچکی ہے منزل بہت قریب ہے پھر وہ مستقبل سے بے بہرہ دنیا کو آنے

والی یقینی منزل کی یاد بہر عنوان دلاتے رہتے ہیں۔ یہ فریضہ خواجہ گیسو دراز نے بڑے موثر اور پر درد انداز میں کیا ہے۔

خواجہ گیسو دراز نے معراج العاشقین نام کا جو مختصر رسالہ چھوڑا ہے وہ قامتہً کہتر سہی مگر قیمتہً بہتر ہے۔ معراج العاشقین میں تصوف کے رموز و نکات کو معراج کمال تک پہنچا دیا ہے۔ سادگی اور سلاست تو گویا ان کی خانہ زاد تھیں۔

معراج العاشقین کا اس طرح کسی نے بھی مطالعہ نہیں کیا تھا۔ ایسی صورت میں مجھے خود ہی راستہ بنانا اور آگے بڑھنا تھا۔ میں نے حتی الامکان اس بات کی کوشش کی ہے کہ ہر بات کو مکمل طور پر پیش کر سکوں۔

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز نہ صرف یہ کہ اپنے عہد اور ماحول پر حاوی رہے بلکہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کو بھی متاثر کیا اور آج بھی ان کی شخصیت کی عظمت دلوں پر ثبت ہے ضرورت ہے کہ ہندستان میں خواجہ گیسو دراز کے پیغام کو عام کیا جائے اور آج کی نسل کو یہ سمجھنے کا موقع دیا جائے کہ وہ کون سا جذبۂ بیتاب تھا جس نے گردوپیش کی گرفت کے باوجود کبھی ایک مقام پر ٹھہرنا بھی پسند نہیں کیا اور ہمہ تیز ترک گامزن منزل ادورنیست" کا نعرۂ مستانہ بلند کرتا رہا۔

زیرِ نظر رسالہ میں وہ پیغام اور وہ جذبہ آپ کو ملے گا جس کا ذکر اوپر کی سطروں میں کیا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خواجہ گیسو دراز کی شخصیت

اور فکر کے اتنے پہلو ہیں کہ پوری طرح ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا، تعبیر و تفسیر کی ہمیشہ گنجائش رہے گی اور اس کا سلسلہ بھی ہمیشہ جاری رہے گا۔ مجھے امید ہے کہ اہل نظر میری اس پہلی پیشکش کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ اس کے پڑھنے والوں میں یقیناً بہت سے صالحین اور اہلِ دل ہوں گے ان سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں مؤلف کتاب کو فراموش نہ فرمائیں۔

نیاز مند:۔

ثریّا پروینؔ

"مختصر سوانح حیات"

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز صاحب جذب و صاحبِ کرامت تھے۔ اولیائے نامدار میں سے ہیں۔

نام ونسب:- ابو الفتح کُنیّت نام سید محمد ہے۔ صدرالدین، ولی الاکبر، الصادق اور خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے لقب سے آپ مشہور ہیں۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کہلانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپنے اپنے پیرو مرشد شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کی پالکی دیگر مریدوں کے ساتھ اپنے کاندھوں پر اٹھائی چونکہ آپکے گیسو بہت دراز تھے اس لئے پالکی کے پائے میں الجھ گئے۔ غایت تعظیم اور مرشد کے عشق میں آپ نے اپنے گیسوؤں کو نکالنے کی کوشش نہیں کی اور اسی طرح پالکی کو کاندھے پر رکھے رہے، حدادب آپ نے پالکی کو روکنا پسند نہیں کیا جب حضرت شیخ نصیرالدین کو اس کی خبر ہوئی تو اپنے سالک کی تعظیم و تکریم سے بہت خوش ہوئے اور اسی وقت یہ شعر پڑھا ؎

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

اسی دن سے آپ گیسو دراز مشہور ہوئے۔

خاندانی حالات:- آپ کا نسب نامہ پدری واسطوں سے حضرت امام

زین العابدین پر منتہی ہوتا ہے۔ اس طرح سے آپ حسینی ہوئے آپ کا شجرہ یہ ہے۔ ولی الاکبر الصادق ابوالفتح محمد بن یوسف بن علی ابن محمد یوسف بن حسن بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابوالحسن الجندی ابن حسین بن ابی عبداللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید المظلوم بن علی اصغر زین العابدین بن امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب۔

آپکے والد بزرگوار کا نام سید یوسف حسینی تھا جو راجو قتال کے لقب سے مشہور تھے۔ انہوں نے حضرت نصیرالدین چراغ دہلی کی برگزیدہ ہستی سے استفادہ حاصل کیا اور روحانی فیوض سے مستفیض ہوئے۔

ولادت:- آپ ۴ رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔

دیوگیر میں قیام: محمد بن تغلق نے جب اپنا دارالخلافہ دہلی سے بدل کر دکن میں دولت آباد کو بنایا تو اپنے ساتھ اکثر و بیشتر اہالیان دہلی کو بھی لایا۔ آپکے والد بزرگوار اس عہد میں مع اہل و عیال دہلی سے دولت آباد منتقل ہو گئے۔ اس زمانے میں دولت آباد کے گورنر حضرت گیسو دراز کے ماموں ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی تھے۔ اس وقت حضرت گیسو دراز کی عمر چار سال کی تھی۔

آپکے والد بزرگوار کا انتقال ۷۳۱ھ میں دولت آباد میں ہوا اس وقت آپ دس سال کے تھے۔ جب آپکے والد کا انتقال ہوا تو کچھ دنوں کے بعد آپکی والدہ کو اپنے بھائی ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی سے نااتفاقی و تفاوت پیدا ہو گئی جس کے سبب دولت آباد کی سکونت ترک کر دی اور بچوں کو لیکر ۷۳۶ھ میں دہلی چلی آئیں اور وہیں رہنے لگیں۔

سیر محمدی مصنفہ مولانا شاہ محمد علی سامانی مرید حضرت سید گیسو دراز مطبوعہ یونانی دواخانہ پریس سبزی منڈی۔

ابتدائی تعلیم:- آپکی ابتدائی تعلیم وتربیت کا فرض آپکے والد اور نانا نے انجام دیا۔ آپ سات برس کی عمر میں حافظ قرآن ہوگئے تھے اسکے علاوہ علوم ظاہری میں بھی کمال حاصل کیا تھا۔ آپ نے مولانا شرف الدین کیتھلی، مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبدالمقتدر جیسے شفیق بزرگوں کی صحبت میں رہ کر صوری ومعنوی کمالات حاصل کئے۔ انیس (19) سال کی عمر میں آپ تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد ریاضت شاقہ کی طرف توجہ کی۔

بیعت وخلافت:- آپنے ۱۶ رجب ۷۳۶ھ کو اپنے بڑے بھائی سید چندن کے ساتھ اپنے محبوب مرشد حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے دامن میں پناہ لی اور ان سے شرف بیعت حاصل کیا اور مریدوں وطالبوں کو ہدایت دینے لگے۔ حضرت بندہ نواز کا سلسلۂ خلافت حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے واسطے سے خواجہ معین الدین چشتیؒ تک پہنچتا ہے۔ اس سلسلے کے دوسرے خلفا بالترتیب اس طرح ہیں شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ، شیخ فرید الدین گنج شکرؒ، شیخ نظام الدین اولیاؒ اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ۔

ترک سکونت:- آپ ۷ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو دہلی چھوڑ کر مستقل طور پر دکن تشریف لائے۔ راستے میں گوالیار، بھانڈیر، ایرچہ، چندیری، بڑودہ، سلطانپور، دولت آباد، الند میں قیام فرمایا۔ جن جن جگہوں میں آپنے قیام فرمایا وہاں جوق در جوق لوگ آپکے استقبال کو آئے اور حلقۂ بیعت میں داخل ہوتے اور آپ سے فیوض وبرکات حاصل کرتے۔

سلاطین سے تعلقات:- خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ۸۱۵ھ میں سلطان فیروز شاہ کے عہد میں گلبرگہ تشریف لائے۔ وہ آپکے روحانی تصرفات وکرامات کا شہرہ سنکر آپکا دل وجان سے شیدا اور معتقد ہوا دکن میں آپکی آمد کی اطلاع پاکر مع لشکر کے شہر کے باہر آپکا استقبال کیا اور نہایت

تعظیم وتکریم کے ساتھ پیش آیا۔ آپنے گلبرگہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آخر عمر میں کسی وجہ سے انہیں سلطان فیروز شاہ بہمنی سے کدورت ہوگئی۔ البتہ سلطان فیروز شاہ بہمنی کا چھوٹا بھائی سلطان احمد جو اپنے بھائی کے تخت پر بیٹھا آپکا معتقد تھا اور آپ سے والہانہ شیفتگی کے باعث تعظیم وتکریم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔

شادی اور اولاد:- جب آپکا قیام دہلی میں تھا تو آپنے اپنی والدہ ماجدہ کی خواہش کے مطابق چالیس سال کی عمر میں سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی بی بی رضا خاتون سے شادی کی۔ آپکے دو لڑکے حضرت سید حسین عرف سید محمد اکبر حسینی اور حضرت محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی اور تین لڑکیاں بی بی فاطمہ، بی بی بتول اور بی بی ام الدین ہوئیں۔ دونوں صاحبزادے جید عالم ہوئے۔

وصال:- ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ کو عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ گلبرگہ میں آپ ۲۲ سال تک اللہ کے رشد وہدایت میں مشغول رہے۔ تذکرہ کیا جا چکا ہے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کو بندہ نواز گیسو دراز سے حد درجہ عقیدت ومحبت تھی اس لئے اس نے گلبرگہ شریف میں آپکے مزار مبارک پر عالیشان گنبد تعمیر کروایا اور اس کو طلائی نقش ونگار سے مزین کیا۔

بزرگی:- آپ بہت بڑے عالم، صوفی، صاحب نسبت بزرگ تھے۔ آپ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ آپ علم، عبادت، ریاضت، مجاہدہ، زہد وتقویٰ، علم جود وسخا، تحمل اور بردباری میں بے نظیر تھے۔ آپکو استغراق بہت تھا۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ فضائل صوری ومعنوی سے آراستہ تھے توکل، تقویٰ، ورع، ذوق وشوق کا مجسمہ تھے آپکے پیر ومرشد حضرت نصیر الدین چراغ دہلی آپسے بہت محبت

کرتے تھے۔ جس کا اندازہ آپ کے ملفوظات "جوامع الکلام" سے ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا تم جب بھی میرے پاس آتے ہو بے وقت آتے ہو میں اس وقت ملول رہتا ہوں البتہ میرا جی چاہتا ہے کہ تم سے کچھ گفت و شنید کروں۔ اس وقت میری عمر صرف چار سال کی تھی یہ سنکر مجھے حیرت ہوئی اور میں نے کہا "سبحان اللہ! حضرت خواجہ ہم سے بھی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں زہے نصیب!

مرشد کی ہدایت کے مطابق عبادت، زہد و تقویٰ میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ خود فرماتے ہیں۔

ایک بار اشراق کے بعد پابوسی کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا صبح کی نماز کے لئے جو وضو کرتے ہو کیا وہ طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں، حضور کے صدقہ میں باقی رہتا ہے۔ فرمایا اچھا ہو جو اس وضو سے دو رکعت اشراق بھی پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا خواجہ کے صدقے میں پڑھوں گا۔ پھر فرمایا اسی کے ساتھ دو رکعت شکر النہار اور استخارہ بھی پڑھ لیا کرو۔ میں نے کچھ دن اس کی پابندی کی۔ پھر ایک روز ارشاد فرمایا دو رکعت اشراق پڑھا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ برابر پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا اگر اس میں چاشت کی چار رکعت ملا دیا کرو تو نماز چاشت ہو جایا کرے گی میں نہیں کہتا کہ پھر کسی وقت پڑھو بلکہ بعد اشراق اسی وقت چاشت بھی پڑھ لیا کرو تو یہ بھی ہو جائیگی۔

میں ہمیشہ رجب میں روزے رکھا کرتا تھا۔ ایک بار پوچھا کیا تم رجب میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، پھر پوچھا شعبان میں بھی، میں نے کہا

شعبان میں نو روزے رکھتا ہوں، اگر اکیس دن اور رکھ لیا کرو تو پورے تین مہینے کے روزے ہو جایا کریں گے۔ میں نے گذارش کی شیخ کے صدقے میں رکھوں گا۔

میں نے ساری باتیں اپنی والدہ ماجدہ سے کہیں وہ اس وقت حضرت خواجہ سے بیعت نہیں تھیں۔ مجھ پر سخت برہم ہوئیں۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ آپ جو کچھ چاہیں کہیں لیکن پیر و مرشد نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر عمل کرنے سے باز نہیں آؤں گا۔

میں رمضان کے بعد شش عید کے چھ روزے رکھتا تھا۔ انہیں ایام میں ایک روز قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا۔ ہمارے خواجگان صوم داؤدی نہیں رکھا کرتے تھے بلکہ صوم دوام رکھتے تھے تم بھی صوم دوام رکھا کرو۔

آپ ترک و تجرید، ریاضت اور مجاہدہ میں ممتاز تھے۔ پنجگانہ، دہ گانہ، پانزدہ گانہ ادا فرماتے اور طے کے روزے رکھتے تھے، نصف شب کو بیدار ہوتے۔ پہلے خود وضو کرتے پھر مرشد کو وضو کراتے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتے، نماز تہجد ادا فرماتے اور فراخدلی سے عبادت حق میں مصروف رہتے۔ فقر و فاقہ، تسلیم و رضا آپ کا شیوہ تھا۔

سلسلہ چشتیہ میں سماع جائز ہے آپ کو سماع کا غیر معمولی شوق تھا۔

تصانیف:۔ حضرت سید گیسو دراز نے علوم باطن کی طرف مائل ہو کر علوم ظاہری کی طرف سے توجہ ہٹالی تھی لیکن حضرت چراغ دہلی نے آپ کو ایسا کرنے سے منع فرمایا کیونکہ انہوں نے اس کا اندازہ لگا لیا تھا کہ حضرت سید گیسو دراز اپنی تصانیف و تالیف اور علمی ذوق کے ذریعہ سالک کو روحانی فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض کر سکتے ہیں چنانچہ آپ کے نام سے ایک سو پانچ تصانیف منسوب ہیں جن میں خاص

خاص حسب ذیل ہیں:

تفسیر کلام پاک (پہلے پانچ پاروں کی تفسیر)

شرح مشارق (مشارق الانوار کی شرح ہے)

معارف (حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب عوارف المعارف کی شرح ہے جو کہ عربی میں لکھی گئی ہے)

شرح آداب المریدین (فارسی)

شرح خصوص الحکم (شیخ محی الدین ابن عربی کی مشہور تصنیف ہے)

خطائر القدس۔ جس کو عشق نامہ بھی کہتے ہیں۔

رسالہ استقامت الشریعت بطریقۃ الحقیقت۔

رسالہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

اسمار الاسرار۔ حدائق الانس۔ ضرب الامثال۔ شرح قصیدہ امالی۔ شرح عقیدہ حافظیہ۔ عقیدہ چند ورق۔ رسالہ دربیان ادب وسلوک۔ رسالہ بیان ذکر۔ رسالہ دربیان معرفت۔

آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص 'محمد' ہے آپ نے غزلوں اور رباعیوں کا کافی سرمایہ چھوڑا ہے۔

ذیل میں آپ کے چند اشعار دیئے جاتے ہیں ؎

دوستان می دہند پند مرا
دشمنان طعنہا زنند مرا

چون شدہ فانی محمد از وخود
غیر او دیدہ کہ کس دیگر نبود

ترا حسن است از اندازہ بیرون
مرا اندوہ غم ہر روز افزون

تجزیہ

حیاتِ انسانی اسی کائنات کا ایک حصّہ ہے جس میں تنوع اور رنگا رنگی ہے، کیونکہ ساری کائنات میں انسان ہی با فہم اور دانشور ہے اسلئے اس پر زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ وہ کائنات اور اس کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ اب کیونکہ تمام انسان عقل و دانش میں ایک ہی سطح پر فائز نہیں ہیں اس لئے وہ کائنات کا مشاہدہ بھی اس نظر سے نہیں کر سکتے جو انہیں فطرت کی حسین و جمیل حقیقت تک پہنچا سکے لہذا اب یہ ذمہ داری ان چند با صلاحیت افراد پر اور شدت سے عائد ہوتی ہے جن کو فطرت نے یہ صلاحیت بخشی ہے جو اپنی باریک بیں نگاہ کی مدد سے شئے کی حقیقت تک پہونچ سکتے ہیں تاکہ وہ مشاہدہ فطرت کریں۔ اور اس مشاہدے کے نتیجے سے دوسرے افراد انسانی کو آگاہ کریں۔

اس دور میں جب کہ مادیت کے بڑھتے ہوئے طوفان نے ساری دنیا کو اپنے میں سمیٹ لیا ہے اگر ہم تھوڑی دیر ان صوفیائے کرام کی طرف رجوع کریں جنھوں نے سالہا سال دنیائے اسلام کی مادی قدروں کی علمبرداری کی اور عقل کے شور و شر کے بجائے سوز و ساز عشق میں سکون حاصل کیا۔ مجاز کے بجائے حقیقت

میں لطف حاصل کیا۔ صوفیائے کرام اپنے ساتھ کچھ ایسی ہی روحانی مسرت کی نوید لیکر آئے تھے ان کا مقصد اور منشاء ایک ایسے سماج کی تشکیل تھا جس میں روحانی خصوصیات و خوبیوں کو ممتاز و نمایاں درجہ حاصل ہوا۔ اور جہاں محبت، انسانیت خدمت، ہمدردی، اخوت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص، بردباری، شکر تسلیم و رضا کی رنگا رنگی کارفرما نظر آتی ہے۔

یہ عظیم انسان اپنے ساتھ کائنات کے بھرپور مشاہدے، اس کی حقیقت تک کی رسائی کا مطمح نظر لے کر آئے تھے۔ تاریخ کے زریں صفحات آج بھی ان کے کردار، ان کے اخلاق ان کی پاکیزہ نفسی، ان کے عدل، ان کی مساوات، ان کے حلم اور ان کے محاسن کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ یہ دنیاوی عشق و عشرت کو محبوب حقیقی کی رضا پر قربان کرنے والے، نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنے والے تھے۔ یہی برگزیدہ ہستیاں تصوف کی علمبردار رہی ہیں اور فیضان کا ایک دائمی سرچشمہ ہیں۔ صوفی کی تعریف یہ ہے کہ اس کے پاس کچھ نہ ہو اس کی کسی چیز میں خلل نہ آئے نہ دنیاوی ساز و سامان ہونے سے مالدار ہو جائے اور نہ اس کے نہ ہونے سے محتاج ہو جائے یعنی اس کا ہونا نہ ہونا اس کے نزدیک برابر ہو بلکہ نہ ہونے سے اور بھی زیادہ خوش ہو وہ جس قدر دنیا کے مال متاع سے بے نیاز ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کی زندگی الطاف خفی اور اسرار روشنی سے وابستہ ہوتی جاتی ہے اور رضائے الہٰی کی خاطر وہ دنیا کی تمام چیزوں کو نظر انداز کر دیتا ہے اس لئے کوئی مختار ہو یا مجبور حاکم ہو یا محکوم

بالا دست ہو یا زیر دست ان سب کو اس سرچشمہ کی ضرورت ہے ۔ اسی بنا پر ان صوفیائے کرام کے ارشادات کا احیا ہمارے لئے خاص معنی رکھتا ہے ۔

صوفیوں نے مذہب کے توہمات کے ساتھ اقدار کے ڈھانچوں پر بھی اپنی اخلاقی بلندی سے ضرب لگائی ۔ انہوں نے مذہب پر پڑ جانے والے تعصب، تعیش اور نفس پرستی کے گرد و غبار کو صاف کیا اور اس نکھرے ہوئے روپ کو انہوں نے ہندستانیوں کے لئے فلاح کا ضامن سمجھا ۔ ان لوگوں نے مذہبی فرقہ واریت، تعصب و گروہ بندی کا سر کچلا ۔ یہاں انسان کی عظمت کا احساس اور انسانیت سے احترام کا جذبہ تھا ۔ یہاں ظاہری رسوم و اوہام کی کوئی وقعت نہ تھی ۔ سوز دروں اور جذبہ دردل ہی سب کچھ سمجھا گیا ۔ تصوف کا یہ فلسفہ مذاہب کی اخلاقی ۔ قانونی اور ترتیبی بندشوں پر ایک کاری وار تھا ۔

اس ضمن میں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے جو بیک وقت ایک ولی، ایک شاعر اور ادیب تھے ۔ لہذا ان کی شخصیت اور افادیت پر بھی دو پہلوؤں سے نظر ڈالنے کی ضرورت ہے سلوک و عرفان اور تحریر و انشاء ۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا مسلک دوسرے صوفیائے کرام سے علیحدہ نہیں رہا ہے یہ مسلک جن اقدار اور رجحانات پر مشتمل ہے وہ ان کے پسندیدہ مسلکِ حیات کے آئینہ دار ہیں ان اقدار کا سراغ لگانا بجائے خود ایک تخلیقی عمل ہے ۔ ان کا کہنا ہے کہ فنا مقصود بالذات نہیں بلکہ زندگی کی ایک

صورت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے جس سے مقصود حقیقی تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے ۔ واضح رہے کہ گیسو دراز کی نظر میں جو بات زیادہ اہم ہے وہ "کل حیات" میں مقصود حقیقی کی تلاش ہے اور یہ مسلسل سعی و کوشش ہی سے ممکن ہے ۔ یہ زندگی تمام تر مقصود تک پہونچنے ہی کا ذریعہ ہے ۔ بلا شبہ سلسلۂ حیات کا آخری مقصد مطلوب حقیقی تک رسائی ہے لیکن ابتدا ہی سے یہ سلسلہ منزل آخر سے وابستہ ہے لہذا تمام سلسلۂ حیات مطلوب حقیقی تک رسائی ہی کا مسلسل عمل ہے ۔ چونکہ موجودہ زندگی اس عمل میں حصہ لیتی ہے اسلئے اس کی اہمیت ظاہر ہے ہمیں لازم ہے کہ اس کو بڑی احتیاط سے محفوظ رکھیں اور اس کو درجہ تکمیل تک پہونچائیں تاکہ ہم ان رکاوٹوں پر غالب آسکیں جو انسانی جدوجہد اور مطلوب حقیقی کے درمیان حائل ہیں ۔

جہاں تک حضرت گیسو دراز کے حرکیاتی زندگی کے عملی پہلو کا تعلق ہے ۔ بندہ نواز نے تین لوازم پر زور دیا ہے (۱) مطلوب حقیقی کو پانے کی روحانی اہلیت (۲) مادی اسباب (۳) دوران جدوجہد تجربہ کی نوعیت ۔ جہاں تک روحانی لوازم کا تعلق ہے گیسو دراز کی رائے میں انسان کو ایک حقیقی ضرورت پیدا کرنی چاہیے یعنی اسے نصب العین مقرر کرنا چاہیے ۔ اسے محض مقصد کی تمنا ہی نہیں چاہئے بلکہ اس کے لئے خلوص نیت، ذوق و شوق، تربیت، راسخ اعتقاد اور تیقن سے کام لینا چاہیے یہ عزم و ارادہ کامیابی کے لئے ضروری ہے کیونکہ تذبذب، شکوک، ڈانوا ڈول ہونے میں ناکامی ہی ناکامی ہے ۔

طمع کبھی انسان کے کام نہیں آسکتی۔ بلکہ وہ مقصود کی تحصیل میں سدّراہ ہوگی۔ طمع اس لئے مضر ہے کہ یہ مقاصد میں آلائش پیدا کرتی ہے۔ خلوص کے ساتھ انہماک اور نفس پر قدرت یعنی خدا پر یقین اپنی سعی و کوشش پر اعتماد بھی ضروری ہے زندگی مطلوب حقیقی تک پہونچنے کا ذریعہ ہے۔ مقصود بالذات نہیں۔ جو لوگ زندگی ہی کو مقصود سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ بندہ نواز گیسو دراز کے نزدیک نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے علم اور عمل دو سب سے زیادہ اہم ذرائع ہیں۔ چونکہ اس کے ذریعہ معلومات حاصل ہوتی ہیں اس لئے گیسو دراز نے ان کے استعمال بالخصوص آنکھوں اور کانوں کے استعمال پر بے حد زور دیا ہے۔ وہ بار بار نصیحت کرتے ہیں کہ غور سے دیکھو اور سنو اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو۔

غرض گیسو دراز کے فلسفہ کا خلاصہ یہ ہے کہ زندگی کو مناسب اہمیت دی جائے اور اس کو قدرت کی ایک قابل قدر نعمت تصور کیا جائے۔ ان کا مسلک مثبت ہے منفیاتی نہیں وہ بار بار عمل پر زور دیتے ہیں اور مادّی اسباب کو فاسد خیال نہیں کرتے ہیں اس طرح وہ حواس ظاہری کو بھی اہم مشاہدات اور معلومات کا ذریعہ خیال کرتے ہیں ان کے نزدیک ان کا عمل ایک اہم طبعی ضرورت ہی نہیں پورا کرتا ہے بلکہ انسانی فطرت کی نشو ونما کے لئے بھی ضروری ہے۔ دکھ درد کی اہمیت پر زور دینا گیسو دراز کو سلیم الفکر علماء اور عارفین کی محفل میں ایک بلند درجہ عطا کرتا ہے۔

گیسو دراز کا فیض دکن میں بہت عام ہے۔ انھوں نے جس وقت معراج العاشقین ترتیب دی تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک بولی کی حیثیت سے اردو نے عوامی حیثیت اختیار کرلی تھی کاروبارِ حیات میں اردو کا ذریعہ کفایت کرسکتا تھا تاہم ابھی اردو باعتبارِ نثر بولی کی حد سے آگے نہیں بڑھی تھی نظم تو کسی حد تک رائج تھی لیکن نثر کا وجود نہیں تھا گویا اردو نے ابھی تک باقاعدہ زبان کی حیثیت نہیں اختیار کی تھی یعنی اردو زبان کٹھالی میں بیتابی سے کروٹیں بدلتا ہوا سیال سونا یا لفظوں کا بے ترتیب ذخیرہ تھا اس سیال مادے سے گیسو دراز کو مرصع کاری کے فن کو وجود میں لانا تھا اور اس بے ترتیب ڈھیر کو سلیقے سے ترتیب دیکر ایک بے مثال عمارت کی شکل میں تبدیل کرنا تھا۔ اور گیسو دراز نے یہ کام امکانی حد تک بڑے سلیقے اور انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دیا اور اس سیال سونے سے ایک خوشنما زیور اور اس بے ترتیب ڈھیر سے ایک جاودان تخلیق معراج العاشقین کے نام سے منظرِ عام پر لے آئے (ویسے ان کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے کچھ زائد ہے جس میں تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، شریعت، طریقت، تصوف، ذکر و مراقبے پر متعدد کتابوں کے علاوہ مکتوبات و ملفوظات پرکتابیں بھی شامل ہیں) یہ اردو نثر کی نسل کے آدم کا نام اور کام کسی تعریف و توصیف کا محتاج نہیں چنانچہ وہ اردو کے قدیم مصنف تسلیم کئے جانے کے مستحق ہیں اور معراج العاشقین اردو کا اولین نثری کارنامہ ہے۔ حضرت بندہ نواز کی روحانیت اور رُوحانی تقدس اپنی جگہ مسلم

ہے مذکورہ بالا کتاب جو دکنی اردو میں لکھی گئی اس میں اردو کی اصل روح پائی جاتی ہے اور "زبانِ دہلوی" کا نمایاں عکس ملتا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دہلی میں بندہ نواز گیسو دراز نے تقریباً ۴۴ سال قیام فرمایا اور ۸۰۱ھ میں تیمور کے حملے کے زمانے میں گلبرگہ منتقل ہو گئے۔ گلبرگہ میں ۲۲ سال تک رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا۔

ایک ادبی زبان کی حیثیت سے اردو کو کب فروغ حاصل ہوا؟ اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے ہمیں صدیوں پرانی ادبی تاریخ کے ساتھ ساتھ ان ادوار کا عہد بہ عہد جائزہ بھی لینا پڑے گا جن کی آغوش میں اردو ایک بولی کی حیثیت سے بڑھی پلی اور پھر ایک دن ایسا آ ہی گیا جب یہ بولی ایک مکمل ادبی زبان کی حیثیت سے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک سارے ہندوستان پر چھا گئی۔

جنوبی ہند میں رواج پانے سے پہلے اردو شمالی ہند میں اچھی طرح بولی اور سمجھی جانے لگی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ ابھی یہ بولی اپنے لئے کوئی مخصوص نام حاصل نہ کر سکی تھی تاہم شمالی ہند کی مختلف بولیوں کے درمیان ایک نئی اور نسبتاً ترقی پسند بولی عالم وجود میں آ چکی تھی اور تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کر رہی تھی۔

اردو زبان کی داغ بیل اس وقت پڑی جب ہندوستان میں دو تہذیبوں کا میل ہوا اور مسلمان فاتح کی حیثیت سے ایک جامع اور مکمل تہذیب کے ساتھ ساتھ ترکی، عربی اور فارسی جیسی ترقی یافتہ زبانوں کو اپنے ساتھ لے کر داخل ہوئے۔ شمالی ہند ہمیشہ بیرونی حملوں کی آماجگاہ بنا رہا یہ حملے چاہے فوجی نوعیت کے

ہوں یا تاجرانہ ایک زمانہ دراز تک اسی شمالی راستے سے بیرونی تاجر ہندوستان کی سرزمین کو اپنے اسباب تجارت کی کھپت کیلئے نشانہ بناتے رہے اور پھر اسی راہ کو بیرونی حملہ آوروں نے بھی منتخب کیا۔ آریائی فاتحین سے لیکر مسلمانوں تک تمام آنے والے اسی شمالی راہ سے آئے اب یہ لازمی اور فطری نتیجہ تھا کہ ان ہی علاقوں میں ایک ایسی زبان کی بنیاد پڑی جو یہاں کے رہنے والوں اور باہر سے آنے والوں کی مشترکہ ضروریات میں ممد و معاون ہو سکے اور ایسا ہی ہوا۔

سندھ اور ملتان میں بیرونی زبانوں کے اثرات عام تھے بلکہ ملتان وغیرہ میں فارسی زبان اس طرح رائج تھی کہ عربی سیاح کوئی امتیاز نہ کر سکے اور انہیں اپنی یادداشت میں لکھنا پڑا کہ اس علاقے کی زبان فارسی ہے۔ اس طرح یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مذکورہ علاقوں میں فارسی کے علاوہ ایک ایسی بولی عوامی سطح پر فروغ پا چکی تھی جو مقامی باشندوں میں یکساں مقبول تھی اور کاروبارِ زندگی میں معاونت کر رہی تھی۔

یہ قطعی اتفاق ہے کہ بیرونی حملہ آوروں کو سندھ عبور کرنے کے بعد جس علاقے سے دوچار ہونا پڑا وہ پنجاب تھا۔ اس وقت وسائل کی فراہمی اتنی آسان بھی نہ تھی کہ کوئی فاتح آندھی اور طوفان کی طرح مفتوح افواج کو پیچھے ڈھکیلتا ہوا آگے بڑھتا چلا جائے اسے قدم قدم پہ رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور پوری طاقت مجتمع کرنے کے لئے کچھ دم لینے کی ضرورت پڑتی تھی اب یہ بیرونی فاتح جو پنجاب تک آئے تو عرصے تک اس علاقے سے

آگے نہیں بڑھے اور پھر وہ زبان جس کی بنیاد شمالی خطوں میں پڑ چکی تھی کافی عرصے تک پنجاب کے حدود میں پھلتی پھولتی رہی اور مقامی بولی یا بولیوں سے اس کی ہم آہنگی ارتباط اور اختلاط میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا۔

شمالی علاقوں میں شورسینی پراکرت کا خاصہ اثر تھا۔ اس پراکرت کے زوال کے بعد اس کی کئی شاخیں پھوٹیں۔ انہیں میں ایک شاخ تھی مغربی ہندی۔ مغربی ہندی سے جو شاخیں پھوٹیں ان میں ہریانوی، برج بھاشا، اور کھڑی بولی بھی شامل ہیں۔ اب شمالی ہند میں انہیں بولیوں کا رواج تھا۔ برج بھاشا ادبی زبان بن چکی تھی تاہم ہریانوی زبان کا حلقہ اثر وسیع تھا پنجاب کے بڑے علاقے پر ہریانوی کی گرفت مضبوط تھی جب فاتح قوم نے پنجاب پر اپنا اقتدار مکمل کر لیا تو ہریانوی زبان نے نئی زبان سے پورا تعاون کیا جسے یہ فاتحین سندھ اور شمالی سرحدوں سے لائے تھے۔ اس طرح یہ نئی زبان بام عروج تک پہونچی کہ مقامی بولی اپنی حقیقی حیثیت برقرار نہ رکھ سکی ایک عرصے تک ابتدائی عہد میں پنجاب اس نئی زبان کا گہوارہ بنا رہا جو بعد میں اردو کے نام سے موسوم ہوئی۔

مسلمان فاتحوں نے ۱۱۹۲ء میں اپنی فتح کے نشان جنوبی ہند میں بھی نصب کر دیئے اس فتح و کامرانی کے ساتھ اردو کے قدم بھی جنوب میں پہونچے ابتدا میں علاؤالدین خلجی نے جنوب میں فوج کشی کی خلجی کے سپہ سالار ملک کافور نے اقتدار حاصل کیا اور نئی زبان کو بھی پھیلایا مگر اس میں شک

نہیں کہ دکن میں اردو کے رواج کا سہرا محمد تغلق کے سر ہے جب اس نے دارالخلافہ دہلی سے بدل کر دکن کے دولت آباد کو بنایا تو اپنے ساتھ اکثر و بیشتر اہالیان دہلی کو بھی لایا۔ تغلق پھر واپس دہلی چلا گیا مگر ساتھ آنے والوں میں سے اکثر لوگوں نے دکن کو وطن بنا لیا۔

دہلی سے آنے والے جو بولی بولتے تھے وہی دکن کی بولی بن گئی کیوں کہ شمالی ہند کی طرح جنوبی ہند میں علاقائی بولیاں نہیں تھیں اس لئے اس نئی بولی کو یہاں پھلنے پھولنے کا اچھا خاصہ موقع ملا اور مقامی لوگوں نے بھی اس بولی کو اپنایا۔ دکن کی نسبت سے اس زبان کو دکنی کہا جانے لگا۔ اس طرح دکن ہی اردو کا ابتدائی گہوارہ ثابت ہوا ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا بھر کا علم و فضل اور زمانے بھر کا فنی ارتقار دکن کی آغوش میں دیکھا جا سکتا ہے۔

قدیم اردو کا بیشتر سرمایہ جس کا تعلق دبستان دکن سے ہے تصوف کے سرمدی نغموں سے معمور ہے۔ اس مکتب کی داغ بیل خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے ہاتھوں پڑی جس وقت انہوں نے معراج العاشقین مرتب کی اس وقت اردو ایک ادبی زبان کی حیثیت سے مستند نہ تھی اور نہ ہی اس کا کوئی معیار ہی مقرر کیا جا سکتا تھا۔ دور دور تک سپاٹ راستہ نظر آرہا تھا۔ کسی نقش قدم کا وجود نہ تھا جو نئے مسافروں میں جوش عمل پیدا کرتا، ان کے ارادوں کو قوت بخشتا۔ ایسے ویران جادے پر پہلا نقش قدم گیسو دراز نے چھوڑا چونکہ یہ پہلے مسافر تھے اس لئے انہوں نے ٹھوکریں بھی کھائی ہوں گی۔ ان سے اندازے کی غلطیاں

بھی ہوئی ہوں گی ان تمام فروگذاشتوں کے باوجود اس مسافر کو اس کی ہمت مردانہ کی داد دینا پڑے گی کیونکہ اگر اس نے ناموزوں راستے کی ٹھوکریں کھا کر بعد کے آنے والوں کے لیے نشاندہی نہ کر دی ہوتی تو یہ ٹھوکریں بعد میں آنے والوں کو کھانا پڑتیں۔

معراج العاشقین پندرہویں صدی کی ابتدا میں عالم وجود میں آئی۔ اس کی لسانی خصوصیات تقریباً وہی ہیں جو عام طور سے دکھنی تخلیقات کی ہوتی ہیں۔ عربی، فارسی اور ہندی زبان کا استعمال بڑی خوبی سے کیا ہے۔ پنجابی، برج بھاشا اور کھڑی بولی ہر ایک کے اثرات ملتے ہیں۔ تصوف کے عام اصطلاحات کو واضح کرنے کا انداز بھی بڑا پیارا ہے۔ ان لغوی خصوصیات کے علاوہ صوتی خصوصیات بھی تقریباً وہی ہیں جو دکھنی کا اہم حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ ہر کاری آوازوں کو سادہ آوازوں میں بدل دیا گیا ہے جیسے باندھنا۔ باندنا۔ تجھے۔ تجے۔ مجھے۔ مجے۔ انفی آوازوں کا اضافہ بہ کثرت ہے جیسے سے = سوں۔ کو = کوں۔ کان = کونوں وغیرہ۔ مصوتے بھی مختلف الفاظ میں بدلی ہوئی شکل میں ملتے ہیں جیسے پہلا = پیلا۔ نفع = نفا۔ بہت = بھوت وغیرہ۔

مذکورہ بالا کتاب میں جو دکھنی اردو میں لکھی گئی ہے "زبان دہلوی" کا عکس صاف دکھائی دیتا ہے مثلاً نرگن۔ ہور۔ کاڑا (پنجابی اور کھڑی بولی تک میں ملتا ہے) نک (ناک) پیلانا (پلانا) لگ (تک) بوی (بو) لگے (آگے) اندھارا (اندھیرا) وغیرہ۔

نثری تخلیقات میں معراج العاشقین کو جنوبی ہند میں آج بھی اولیت حاصل ہے۔ اگرچہ معراج العاشقین کے مسلمہ مصنف پر شکوک کے سائے منڈلا رہے ہیں اور یہ کارواں یقین و تشکیک کے جادے سے گذر رہا ہے ڈاکٹر حفیظ قتیل کے نزدیک معراج العاشقین کا مصنف گیارہویں اور بارہویں صدی کے ایک بزرگ مخدوم شاہ حسین ہیں۔ پروفیسر حامد حسن قادری نے خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنان کو اردو کا پہلا مصنف قرار دیا ہے۔ دراصل اردو کی ابتدائی تاریخ بہت زیادہ الجھی ہوئی ہے اور جب تک پوری تحقیق نہ ہو جائے کوئی بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی اس لیے مذکورہ بحث شکوک و شبہات کے نذر ہو کر فوقیت و برتری کی جنگ سے خارج از بحث ہو جاتے ہیں اس طرح معراج العاشقین تاحال تحقیق کی روشنی میں جنوبی ہند کی نثری تصنیفات و تالیفات میں اولیت کے تاج سے مزین نظر آتی ہے اور اس وقت تک اولیت کا تاج اس کے سر سے نہیں اتارا جا سکتا جب تک کہ پوری تحقیق نہ ہو جائے یا کوئی مخطوطہ یا نسخہ ایسا فراہم ہو جس میں نمایاں طور پر سنہ تالیف اور مصنف کا نام ہو۔

گیسو دراز کو اپنے عہد کے مروجہ زبانوں پر کافی عبور تھا۔ انہوں نے بڑی آسانی سے ان زبانوں کو استعمال کیا ہے۔ انہوں نے دشوار ترین عہد میں جب اردو اچھی طرح متشکل بھی نہ ہو سکی تھی نہ صرف اپنی اس گرانبہا تصنیف سے اردو کے دامن کو مالا مال کیا بلکہ اپنی صلاحیت

اور لسانیات پر حاکمانہ قدرت کی مدد سے معراج العاشقین کو اس طرح سنوارا کہ آج بھی نشانِ راہ ہے۔ معراج العاشقین کی سحر کاری بجا طور پر اسے اس دعوے کی اہل بناتی ہے کہ جنوبی ہند کی اولین نثر کی تخلیق ہے۔

شرحِ معراج العاشقین

قَالَ نبی علیہ السلام

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) :۔

انسان کے سمجھنے کے لئے پانچ تن ہیں۔ ہر تن کے پانچ دروازے ہیں اور پانچ دربان ہیں۔

پنج تن :۔

(۱) واجب الوجود (۲) ممکن الوجود (۳) ممتنع الوجود (۴) عارف الوجود (۵) وحدت الوجود۔

پہلا تن (واجب الوجود) :۔ نفس امّارہ کو پہچاننے کو واجب الوجود کہتے ہیں۔ مقام اس کا شیطانی ہے۔

واجب کی آنکھ سے غیر اللہ نہ دیکھنا۔ (غیر اللہ کو نہ دیکھنا)
حرص (لالچ) کے کان سے غیر کو نہ سننا۔ (لالچ نہ کرنا)
حسد کی ناک سے بو نہ سونگھنا۔ (حسد نہ کرنا)

بُغض، کینہ نہ رکھنا (عداوت نہ رکھنا)

شہوت نہ کرنا (ہوس نہ کرنا)

مرشد۔ طبیب کامل ہونا چاہئے۔ نبض پہچان کر دوا دینا چاہئے۔

چشم اگر بینا بود، ہر طرف دیدار است

(چشم اگر چشم بینا ہو جائے تو ہر طرف دیدار ہے)

گوش اگر شنوا بود، کای جز یاد حق

(کان اگر سننے والے ہوں تو یادِ الٰہی سے محروم نہیں ہونگے)۔

زبان اگر گویا بود، ہر طرف اسرار است

(زبان بولے تو راز ہی راز ہیں)۔

اس مقام کیلئے مرشد کی طالب کو ہدایت:۔

(۱) جو منع کرے، اس سے پرہیز اور گریز

(۲) مُراقبے (دھیان) نظر کے پیالے میں میکائیل کی مدد سے پانی حل کر کے پینا۔ (دو سانس کے ذریعے فکر و ذکر سے کام کرنا)

(۳) طالب کو تمام اسرار و رموز سے واقف کرانا۔

(۴) پاکیزہ بنانا تاکہ نفعِ اثبات حاصل ہو سکے۔

ان باتوں پر عمل کر کے طالب فقیر بن سکتا ہے۔

پانچ اجزا ر سے واجب الوجود مکمل ہو جاتا ہے:۔

مٹی میں پانی، مٹی میں آگ، مٹی میں ہوا، مٹی میں مٹی، مٹی میں خالی۔

دوسرا تن (ممکن الوجود) (یعنی ذات ممکن ہونا)۔ نفس لوّامہ پیدا ہوگا۔ نگہبان (دربان)۔ اسرافیل

حواس خمسہ (پانچ)

(۱) غیر اللہ نہ دیکھنا

(۲) دنیاوی باتوں پر توجہ نہ دینا

(۳) شک و شبہہ کو جگہ نہ دینا

(۴) غیبت، جھوٹ، بدگوئی سے پرہیز

(۵) ہوس نہ کرنا

مرشد کی پیروی ــ ہر حال میں غصّے یا غفلت کے باوجود مرشد کی باتوں کی پیروی کرنی چاہیے۔ مرشد کا مشاہدہ کرنا چاہیے، شریعت کے طریقے پر دل کو راغب (مائل) کرانا، پاکیزہ بنانا جس سے دِل کا میل صاف ہو جائے گا۔

پانچ اجزار۔ پانی میں مٹی، پانی میں پانی، آگ میں پانی، پانی میں ہوا، پانی میں خالی۔ یہ پانچوں عناصر مل جائیں تو ممکن الوجود طریقت پر ختم ہوگا۔

تیسرا تن (ممتنع الوجود) (لاثانی وجود) (تسلیم و رضا)۔ نفس مطمئنہ ہو جائے گا۔ نگہبان (دربان)۔ عزرائیل (کیا فنا ہوا، کیا جمع ہوا)

پانچ پردے ہیں۔ مرشد کی ہدایات پر عمل ضروری ہے
مرشد ہے یا نہیں، شک نہ کرنا، دونوں کانوں سے کلام خدا
سنا کرنا۔

اپنی ناک سے خدا کی خوشبو سونگھنا، حق گوئی، ہوس سے گریز۔
ان پانچ باتوں پر عمل کرنے سے مرشد کا مشاہدہ حاصل ہوجائیگا۔
(فنافی الشیخ کی منزل مل جائے گی)

مرشد کی ہدایت:

اچھی باتوں کی نصیحت کرنا (روح کی شہد میں شگون کے پانی کو ملا کر پینا)

شبہ دور کرنا، درد کا خاتمہ ہوجائے گا، ہوس دور کرنی ہوگی۔

پانچ اجزار: آگ میں مٹی، آگ میں ہوا، ہوا میں آگ، آگ میں پانی، آگ میں خالی۔

یہ پانچوں عناصر ملیں گے تو ممتنع الوجود یعنی حقیقت پر سے پردہ اٹھے گا یعنی مرشد کی روح معلوم ہوجائے گی (حقیقت آشکار ہوجائے گی)۔

چوتھا تن (عارف الوجود)

دربان (نگہبان) ـــ جبرائیل ـــ حضرت محمدؐ کا نورانی جسم کہتے ہیں یعنی جبرئیل کی زبان میں رسول اللہ حقائق پر سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

(فنافی الرسول)۔ مرشد رسول اللہ بن جاتا ہے، عارف کی آنکھ سے جبرائیل کو دیکھنا، کانوں سے جبرئیل کی باتیں سننا، ناک سے جبرائیل کی خوشبو سونگھنا، زبان سے جبرائیل کی باتیں سننا۔

ان پانچوں کو ملانے کے بعد مرشد کا طالب کو مشاہدہ کرنا ہے۔

مرشد کو دھیان میں رکھ کر عارف تن کا مشاہدہ کرنا اور ذکر سری کرنا، ذکر اور فکر سے کرنا، شہوت (ہوس) سے بچنا۔

پرہیز۔ مرشد کے سوا کسی کو نہ دیکھنے سے عارف بن جائیگا۔

اجزار: ہوا میں ہوا، ہوا میں مٹی، مٹی میں پانی، پانی میں ہوا، ہوا میں خالی۔ ان پانچوں اجزار کو ملانے سے معرفت حاصل ہوگی۔

(مقام معرفت آشکار ہوگئی)۔

پانچواں تن (وحدت الوجود)

دربان (نگہبان۔ خدا کے دروازے پر ابلیس (عزازیل)

حدیث قلوب المومنین بیت اللہ تعالیٰ

(مومنوں کے دل اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں)

حق الحق۔ مومنوں کے دل کی گفتگو خدا کے گھر میں آئے گی (اللہ مل جاتا ہے یعنی ذات کے ساتھ مل جاتا ہے) اللہ سے براہ راست گفتگو (فنافی اللہ کی منزل)

اپنے کو آنے دینا، بیگانے کو بھگا دینا۔

وحدت الوجود کی آنکھ سے خدا کو پہچاننے سے خدا مل جاتا ہے۔
شہوت ختم ہو جاتی ہے اور شہوت اب اس کا صبر ہے یعنی
طالب صابر بن جاتا ہے۔

واحد (وحدت) الوجود کی آنکھ سے عشق کے کان، محبت کی ناک
سے، یادِ الٰہی زبان سے۔ وہیں الہام ہوگا (غیبی آواز، ندارِ غیب الہامی دل)
ان پانچوں کو دھیان سے پورا کرنا، مرشد کا مشاہدہ کرنا، وحدت الوجود
کا مشاہدہ کرنا ہے۔

توحید کے دریا میں ٹھہرنا، صرف نظر آئے گی ذات ہی ذات۔
ذکر خفی کے محل میں وحدہٗ لاشریک، (وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی
شریک نہیں) کی نیند لینا۔

اجزار: خالی میں مٹی، خالی میں پانی، خالی میں آگ، خالی میں ہوا
خالی میں خالی۔

حدیث لی مع اللہ وقت لا یمنعنی فیہ ملک مقرب
ولا نبی مرسل

(میرا اللہ کے ساتھ ایک ایسا قرب کا وقت ہوتا ہے کہ کوئی مقرب فرشتہ
یا نبی وہاں پار نہیں پا سکتا (یہ حدیث مستند نہیں ہے)

یہ پانچوں اجزا کے مل جانے سے واحد الوجود (توحید تمام) کی
روح بن جاتی ہے اور بقا باللہ کی منزل (یعنی اللہ ہی اللہ ہر طرف) مل جاتی ہے

اللہ کا ارشاد: مرشد کامل ہو یا نہ ہو مرید صادق زیادہ اچھا
ہے۔

التوحید حقیقت لا ربّ ولا عبد

(توحید حقیقت مطلق ہے، عبودیت و ربوبیت کا امتیاز نہیں)

الغُسل مُطہر المیّت

(غسل میت کو پاک کرنے والا ہے)

شریعت:۔ طریقت کا محل واجب الوجود ہے۔ ذکرِ جلی،
الشّریعۃ کالسّفینہ (شریعت کشتی کی مانند ہے)
طریقت:۔ طریقت کا وجود ممکن الوجود ہے۔ ذکر قلبی،
الطریقۃ کالبحر (طریقت سمندر کی مثل ہے)
معرفت:۔ حقیقت کا محل ممتنع الوجود ہے۔ ذکر رُوحی
حقیقت:۔ معرفت کا محل عارف الوجود ہے۔ ذکر سِرّی
وحدت:۔ وحدت کا محل وحدت الوجود ہے۔ ذکر خفی (چھپا ہوا)
نوٹ:۔ خیر ذکر فی الخفی (ذکر خفی بہترین عبادت ہے)

مرشد (پیر) کامل درکار ہے تاکہ پانچوں عمل کی خبر رکھ سکے۔ اگر خبر
نہیں رکھی گئی تو پیر رہزن بن جاتا ہے اور (مرید) اسلام سے جاتا ہے جاہل
پیر سے بیعت کرنے سے بہتر اس سے علیحدگی اختیار کر لینا ہے۔

واعرض عن الجاھلین (اور جاہلوں سے بچتے رہو)

واجب کا ممکن نفس، نفس کا ممکن دل، ممتنع کا ممکن روح، روح کا ممکن عارف، عارف کا ممکن نور، نور کا ممکن ذات، ذات کا ممکن عشق۔

كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

(میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق پیدا کیا)

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

(پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی میرا نور تھا)

اے محمدؐ سب خلق کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے بعد میں اسی نور سے دوسرے چراغ روشن کئے ہیں اسی روشنی میں اپنی تصویر دیکھی اور دونوں عالم نورانی اور روحانی بن گئے۔

ابوالارواح (روحانی) اور ابوالاجساد (جسمانی) جساد کو سفلی اور علوی کو میثاق کہتے ہیں۔ سفلی کو محشر کہتے ہیں۔ ان دونوں کی پیدائش سے یعنی آدمؑ سے محمدؐ تک ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر بھیجے گئے۔

يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ (قرآن)

(اللہ انسان کو پشت اور پسلیوں کے درمیان سے پیدا کرتا ہے اور وہ اسے اپنی طرف لوٹانے پر بھی قدرت رکھتا ہے)

کسی پیغمبر کو نہیں دیا۔ اللہ نے محمدؐ کے لئے چار چیزیں چھپا کر

رکھی ہیں۔ جبرئیل محمدؐ کے پانچ تن سنوار کر ساتھ ایمان کے اوپر لائے معراج کے لئے۔ جبکہ خدا نے موسیٰ سے صاف انکار کر دیا تھا کہ مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ معراج میں جوں جوں عرش پر چڑھتے گئے پہلے ناسوت کی منزل آئی۔ ذرہ ذرہ درخشاں (چمکتا) تھا۔ وہاں سے آگے بڑھے تو مقام ملکوت کی سیر کی۔ یعنی فرشتوں کا تماشہ دیکھا (مشاہدہ کیا) جبروت کی منزل سے ممتنع کے شہر پہونچے وہاں کی سب حقیقت معلوم ہوئی۔ جہاں تاریکی تھی اور چاند اور سورج کی روشنی نہیں تھی یعنی ظلمات کے شہر میں ابھی آفتاب اور ماہتاب روشن نہیں ہوئے۔ شہر ظلمات میں محمدؐ کا نور اندھیرے میں اجالا اور روشنی ہے۔

يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ (قرآن)

(اللہ انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف لے جاتا ہے)۔

چوتھی منزل لاہوت یعنی عارف الوجود کا شہر ہے وہاں پہنچنے پر لاہوت کے بیچ میں رسول اللہ کا تخت لاکر رکھا گیا۔

قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰى

(حدیث) مومنوں کے دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہیں،

اب اللہ اور محمدؐ کے درمیان پردہ ہے۔ وہاں دونوں میں گفتگو ہوئی۔ عاشق اور معشوق محو گفتگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ میرے ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر ہیں وہ بھی میرے طالب ہیں، میں نے

ان کو معراج پر نہیں بلایا۔ یعنی تمام معراج سے بے خبر رکھا یعنی باطنی میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر کا (سانس یعنی وجود) وجود عرش معلّٰی تک نہیں جاسکتا اسی لئے انہیں معراج نہیں ہوسکتی۔ اللہ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ آپ کی دوری (فراق) میں تڑپ رہا تھا اسی لئے عرش پر بلوالیا ہے۔ "ہوس تھی دید کی معراج کا بہانہ تھا"

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (قرآن)

(اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو)۔

اللہ تعالیٰ نے معراج میں عرش معلّٰی پر مندرجہ ذیل باتیں کی ہیں:

جس نے آپ سے محبت کی اس نے دراصل میری اطاعت کی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ سے ۹۰ ہزار باتیں کیں اور تیس پارہ قرآن عطا کیا۔ تیس پارے تین میں تقسیم کئے دس پارے میں روح سے متعلق ۳۰ ہزار باتیں بتائیں۔ عالم ناسوت کو سب سے افضل قرار دیا۔ اللہ نے معجزہ بتایا اور دکھایا ہے۔ ملکوت میں تزکیۂ نفس (نفس کی پاکیزگی) ضروری ہے۔ (حدیث):

اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ کُلُّھَا شَافٍ وَّکَافٍ

(خدا نے قرآن نازل کیا سات حرفوں میں، ان میں سے ہر ایک کافی و شافی ہے)

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت جو کہ وحدت کا خزانہ ہیں سب میرے سینے میں ہیں جو آپ کو بانٹ دے رہا ہوں یعنی آپ کو عطا کر رہا ہوں۔

فَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ

(قرآن) جسکے سینے کو اللہ نے اسلام کیلئے کھولدیا وہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت کی روشنی میں ہے)

یہ تمام باتیں بتا کر خدا نے محمدؐ کو چار کانسے (پیالے) دیئے۔

دودھ، پانی، شہد اور شراب کے پیالے انہیں خوان میں سجا کر رسول اللہ کو پیش کیا اور فرمایا یا محمدؐ آپ بھی لیجئے اور اپنی امّت کو بھی پلایئے۔ حضرت نے دودھ قبول کیا اور پوچھا اسے کسے دوں۔ جبریئل نے حضرت کو بتایا کہ

دودھ — محبت کا پیالہ — معرفت — جبریئل — یعنی عقل
شہد — دنیا کی محبت کا پیالہ — شریعت — اسرافیل — یعنی دم یعنی صور
پانی — قطرے کا پیالہ — (قطرہ ہی دریا ہے) طریقت — میکائیل — یعنی دل
شراب — عشق کا پیالہ — حقیقت — عزرائیل — یعنی روح

جبریئل نے کہا آپ نے دودھ پی کر بہتر کیا یہ تمام چیزیں اس میں شامل ہیں۔ دوسرا پیالہ پانی ہے۔ اس دکان سے پانی طالبوں کو دیجئے یعنی یاران طریقت کو عطا کیجئے۔

اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ (قرآن)

(وہ ابلیس ہے جو لوگوں کے دلوں میں شکوک اور وسوسے پیدا کرتا ہے)۔

خدا کا قول ہے کہ تم ابلیس سے واقف نہیں جو وہ لوگوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ جو شخص ابلیس سے واقف نہیں ہوگا اسے کوئی عبادت اثر نہیں کرے گی۔ بہر حال سمجھو یا نہ سمجھو یہ آیت سنو۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (قرآن)

(انکی مثال ایسے گدھوں کی ہے جن پر خوشبوئیں لادی ہوئی ہوں کہ وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا)۔

یعنی علم حاصل کر کے بھی اگر بصیرت روشن نہ ہوئی تو گدھے پر خوشبو لاد دیں یا صندل کی لکڑیاں لاد دیں تو کیا فائدہ ہے۔

تیسرا پیالہ شہد ہے۔ دنیا کی لذت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو دیکھیے۔ یعنی اہلِ شریعت کو جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ خدا کو بھول کر عیش و عشرت اور ظاہری ہوس و لالچ میں مبتلا ہیں۔

الغَافِلُ حَيَاتٌ مَوْتٌ وَلَيْسَ بَادِمٍ

(حدیث) نبی نے فرمایا کہ غافل آدمی کی زندگی موت ہے اور وہ انسانوں میں داخل نہیں)

یعنی جو لوگ خدا کی عبادت سے غافل ہیں، مردے ہیں۔

چوتھا پیالہ شراب کا ہے۔ شراب کا پیالہ عاشقوں کو دیکھیے۔ وہ عشق میں ڈوب کر اچھے رہیں گے یعنی جو شرابِ عشق پیے گا وہ دیدار

عاشق کرسکے گا۔ یعنی وہ حقیقت سے آشنا ہوجائے گا۔ خدا نے ان کی عبادت معاف کردی ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارًا (قرآن)

(اور نماز کے پاس نہ جاؤ جب تم نشے میں ہو)۔

یہاں بہت اہم بات کہی گئی ہے۔ حضرتؐ سے خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص دودھ پیے گا وہ آپ کی پیروی کرے گا یعنی شریعت پر قائم رہے گا۔ پانی پیے گا تو شک و شبہے کے قطروں میں غوطہ زن رہے گا یعنی طریقت کی منزل کی جستجو کرے گا۔ شہد پیے گا تو دنیا کی محبت میں مبتلا رہے گا اور ہوس میں عاقبت خراب کرے گا یعنی شریعت پر عمل کر کے شر و فساد میں پھنسا رہے گا۔ شراب پیے گا تو عاشق کا دیدار کرسکے گا (یہاں شراب سے مراد مئے حقیقی ہے) یعنی حقیقت سے آشنا ہوجائے گا۔

وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (قرآن)

(اور ان کے رب نے انہیں شراب طہورا پلائی)

مراد ہے کہ ساقی (خدا) کے ہاتھ سے دیدار کی شراب پیے گا یعنی مرشد کے عشق میں مجنوں رہے گا۔

لباس زہد و تقویٰ تا نہ پوشی
شرابِ معرفت را کہ بنوشی

(جب تک کوئی شخص معرفت الٰہی نہ حاصل کرے، زہد و تقویٰ یعنی عبادت کے صفات سے فیض نہیں حاصل کر سکتا عاشق جب تک زہد و تقویٰ کا لباس نہیں پہنتے شراب معرفت کیا پی سکتے ہیں) یعنی جب تک ظاہر پاک نہیں ہوگا باطن پاک نہیں ہو سکتا ہے

زہد و تقویٰ اے دل نہ ہرگز

اس کے معنی ہے کہ جس کا دل اور جسم طاہر نہیں ہوگا وہ معرفت کی شراب نہیں پی سکتا۔ فرشتے نے وضاحت کی۔ دودھ۔ جبریئل، پانی۔ میکائیل، شہد۔ اسرافیل، شراب۔ عزرائیل، دوسرے لفظوں میں جبریئل عقل کو، میکائیل دل کو، اسرافیل دم (صور) کو، عزرائیل روح کو کہتے ہیں۔ یہ نصیحت حضرت نے گرہ میں باندھ لی۔ پھر محمد صلعم سے خدا کو ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا تو سات خوبیوں کو خوان میں سجا کر طبق میں جبریئل کے ہمراہ پہنچے یعنی صدق، عدل، حیا، شجاعت اور عنایت کا لباس اوڑھا کر جبریئل لے گئے۔ صدق کا پائجامہ، عدل کی قمیص، حیا کا کمر بند، شجاعت کا دستار اور عنایت کا دوپٹہ اوڑھا کر جبریئل حضرت محمدؐ کو خدا کے حضور میں لے گئے اور پیغمبر کو ان چیزوں کو پہننے کا حکم دیا جن کی بابت اوپر ذکر ہو چکا ہے یعنی پہلے خدا نے رسول اللہ کی ضیافت کی پھر انہیں خلعت سے سرفراز کیا۔

اَلنَّاسُ مَعَ اللِّبَاسِ (لوگ اپنے لباس سے پہچانے جاتے ہیں)۔

حضرت محمدؐ نے جبریئل سے کہا کہ خدا نے مجھے یہ لباس عطا کیا جب کہ ایک لاکھ چوبیس ۲۴ ہزار پیغمبروں کو نہیں دیا۔ مجھ پہ اس کی خاص نظر عنایت ہے۔ جبریئل نے خدا کا حکم سنایا:

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (حدیث)

(اے نبی اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا)۔

خدا نے رسول اللہ سے کہا کہ اللہ نے آپ کو خصوصی درجہ عطا کیا ہے، اپنی امت کو جا کر سنا دیجیے کہ صدق نبوت ہے، عدل ولایت ہے، حیا قدرت ہے اور عنایت بخشش رب کی ہے۔ صدق شریعت کی بندگی ہے جس میں صدق ہے وہ مسلمان ہے

اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ (حدیث)

(سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے)۔

یعنی سچے کو راحت ہے اور جھوٹا مہلک ہے۔ عدل طریقت کی پیروی ہے جس میں عدل ہے وہ مومن ہے۔ حیا حقیقت کا حال ہے۔ جس میں مردم آزاری نہیں وہ انسان ہے۔ شجاعت معرفت کی راہ ہے جس میں اپنی اور خدا کی پہچان ہے وہ بندہ ہے عابد ہے۔ خدا کی عنایت ہی علم معرفت ہے۔ توحید کی راہ میں آدم اور حوا نے خدا کی معرفت حاصل کی اور نفسانی افعال سے پاک ہوئے تو شریعت پر عمل پیرا ہوئے۔ عدل جبلی (حقیقی) ہے۔ اس میں تمکن کا شائبہ

ہوتا ہے یعنی ممکن الوجود کی منزل ہے۔ اب جو لوگ دنیاوی حرص و
ہوس سے دل کو پاک وصاف کرلیں تو شریعت کی منزل سے گذر کر
طریقت کی منزل پر گامزن ہوتے ہیں۔ حیا شافی (شفا دینے والا) ہے
ممتنع الوجود میں روح کی منزل ہوتی ہے یعنی جس نے خود کو روح
اور نفس کے خطرات اور خواہشات سے دور کیا وہ حقیقت میں شافی
کہلاتا ہے۔ شجاعت میں مالک ہے عارف الوجود یعنی صاحب معرفت۔
جو لوگ معرفت کی منزل سے واقف ہوجاتے ہیں تو انہیں صاحب
مذہب بھی کہتے ہیں اور انہیں سارے مذاہب کی بھی خبر ہوتی ہے۔
جن لوگوں کا ظاہر اور باطن یکساں ہو تو انہیں اہل صفہ یعنی صوفی
مذہب کہتے ہیں۔

اَلفقیرُ ھُوالصُّوفِی مَذْھَبَ اللہ۔

(فقیر صوفی ہے اور اس کا مذہب اللہ ھے)۔

شریعت کی بندگی ہے صدق (سچائی)
عدل ولایت ہے طریقت کی پیروی ہے
حیا قدرت ہے حقیقت کا حال ہے۔ حضرت عثمان
شجاعت۔ معرفت کی چال ہے (بہادری، دلیری) حضرت علی
معرفت وہ ہے جس نے خود کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔
فقر کا ایک ہی مذہب ہوتا ہے۔ امتی یعنی واحد۔ جو اللہ

کا مذہب ھے۔

اے سالکِ محمد۔ صدق (سچائی) حضرت ابوبکر کو دو۔ دنیا میں سچائی قائم رہیگی۔
عدل (انصاف) حضرت عمر کو دو۔ دنیا میں عدل قائم رہیگا۔
حیا (شرم) حضرت عثمان کو دو۔ ایمان برقرار رہے گا۔
شجاعت (بہادری) حضرت علی کو دو۔ تاقیامت ولایت کا سلسلہ جاری
رہے گا۔

حضرت علی کو ولایت کا مرکز یا بانی مانا جاتا ہے۔ اور تاقیامت
انہیں ولیوں کی مرکزیت کا شرف حاصل رہے گا۔ اللہ تعالیٰ
نے کہا "چار یاریوں مسلمان محمد یاری بولتے ہیں، اگر نہیں تو بندہ کہاں
اللہ کہاں، خدا کون، کافر بولتے ہیں

لَعْنَتُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (قرآن)

(کافروں پر خدا کی پھٹکار ھے۔)

معراج پر خداوند تعالیٰ اور رسول اللہ کے درمیان
پردہ تھا۔ حضرت محمد نے جبرئیل سے کہا اے اخی (یعنی چھوٹے بھائی)
درمیان میں سے پردہ ہٹادو۔ یعنی اندھیرے اور اجالے کے
درمیان میں جو پردہ تھا وہ ستر ہزار پردوں کے برابر تھا جبرئیل
نے کہا "اگر اس میں سے ایک پردہ ابھی اٹھاؤں تو میں جل
جاؤں گا۔"

إن اللہ سبعین الف حجاب من نور وظلمت
وکشفها لاحرقت سبحات وجهه (حدیث)

(اللہ نور اور ظلمت کے ستر ہزار پردوں میں مستور ہے اگر وہ کھل جائیں تو میں تجلی سے پھنک جاؤں یعنی خدا کی ذات عقل و ادراک کی سرحدوں سے پرے اور بہت پرے ہے، کسی بھی حال میں خدا کے سوا کوئی شے خدا کی تجلی کو پورا پورا نہیں دیکھ سکتی)۔

یعنی ایک وقت ایسا آتا ہے کہ بس " دیکھو اور سنو"
وصل ہوتے ہی پردہ ختم ہو جاتا ہے جن لوگوں کو وصل نہیں ہوتا ان کے سامنے گہرا پردہ چھایا رہتا ہے اور وصل کا وقت مقرر نہیں ہوتا، کسی بھی وقت وصل ہو سکتا ہے۔

جب رسول اللہ معراج پر گئے تو ان کا جسم جمالی تھا اور جب عرش معلّٰی پر پہونچے وہاں خدا کا تن (جسم نہیں تھا کیونکہ وہ ذات قدیم ہے اور ذات قدیم اور صفات قدیم میں وصل ہو گیا۔ ذات قدیم (خداوند تعالےٰ) نے ایک بار سوچا کہ اپنا معشوق خلق کروں اور اس نے نور محمدؐ (صفات قدیم) پیدا کیا اور اسے اپنے خزانے میں محفوظ رکھ لیا۔ اس سے پہلے کوئی مخلوق نہیں تھی۔ نہ لوح تھا نہ قلم تھا، نہ سیاہی تھی، محمدؐ بھی نہیں تھے غرضیکہ کچھ بھی نہیں تھا۔ لاکھوں سال گذرنے کے بعد خدا کو معشوق کی یاد آئی اور اس نے

آدم کی تخلیق کی اور تکمیل نور محمدیؐ کے ذریعے کی۔ عارفوں پر سے اندھیرے
…ںیں پردہ ہٹ جاتا ہے اور وصل ہوتا ہے تو کوئی پردہ حائل نہیں رہتا۔
یعنی جب وصل ہوتا ہے تو ربوبیت کا پردہ باقی نہیں رہتا جمال الوہیت
کا پردہ ممکن الوجود کے سامنے ہوتا ہے۔ الوہیت کے پردے کو پار کرکے
…ہی عارف الوجود کی منزل ملتی ہے۔ روح القدس کے پردے کو پہونچے
بغیر جمال کبریائی کا دیدار نہیں ہو سکتا جس طرح آفتاب کے اجالے میں
…تارے ماند پڑ جاتے ہیں اسی طرح دیدار الٰہی کے بعد ساری روشنی ماند
…پڑ جاتی ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (قرآن)

(دُنیا میں جو کچھ ہے وہ فانی ہے)۔

مَنَ النَّظَرِ اِلَى اللّٰہِ تَعَالٰى وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ

(اللہ تعالیٰ پر نظر کرتے ہوئے صرف رب کی ذات باقی ہے)

…لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ فِى عِبَادَةٍ حَتّٰى لَا يَدْخُلُ نَفْسِهٖ فِى عِبَادَةٍ
حَتّٰى عِبَادَةِ نَفْسِكَ (حدیث)

…کوئی اس وقت تک عبادت میں داخل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا نفس بھی
…عبادت میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ نفس سراپا عبادت ہو جائے۔

معراج میں رسول اللہ نے جبرئیل سے دریافت کیا۔ اے اخی
…چھوٹے بھائی) تینوں پردے کہاں ہیں نہ تو مغرب میں، نہ مشرق میں،

آخر کہاں ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا (۱) طوبیٰ، نورِ محمدیؐ کو کہتے ہیں۔
(۲) شجرہ کی انتہا (یعنی عارف الوجود (۳) زیتون یعنی روح محمدیؐ۔
اس طرح یہ تینوں مومن کے تن ہی ہیں۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

(قسم ہے انجیر اور زیتون کی)

خدا نے ہی حضرت محمدؐ کو "السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ"
یعنی رسول اللہ پر سلام بھیجا۔ جس نے نفس کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا

(من عرف نفسه و فقط ارفع ربه)

یعنی جس نے خود کو پہچانا اس نے خدا کو پہچان لیا۔ نقاب کبریا،
شرک خفی کو کہتے ہیں۔ خدا نے حضرت محمدؐ سے کہا کہ آیئے میرے نزدیک
میرے اور آپ کے درمیان جو ایک آئینہ رکھا ہوا ہے اس میں ایک
دوسرے کی شکل بدور سے دیکھ سکتے ہیں۔ اے نبی کی جان، سب کی
جان، نبی کے صدقے پہچان لیجئے۔ واحد کا رنگ یعنی خدا کا نور۔ جبرئیل
نے عرض کیا میری پہنچ شجرے کی انتہا (عارف الوجود) کے عرش تک ہے
اس پر نبی علیہ السلام نے جبرئیل سے پوچھا اے چھوٹے بھائی (اخی) یہ
تینوں پردے کہاں ہیں۔ نہ مغرب میں، نہ مشرق میں، آخر کہاں ہیں
بتایئے۔ جبرئیل نے حضرت سے کہا اے محمد صلعم درست کہا آپ نے،
طوبیٰ آپ کے نور کو کہتے ہیں اور شجرہ المنتہیٰ آپکے عارف الوجود کو

کہتے ہیں۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

(قرآن) (قسم ہے انجیر اور زیتون کی)۔

زیتون آپ کی روح کو کہتے ہیں اس طرح یہ تینوں مومن کے
دل میں رہتے ہیں اور ناسمجھ ایمان کو اپنے آپ میں ڈھونڈتے ہیں۔ وہاں
پہنچ کر جبرئیل نے عرض کی کہ اب آپ سے اللہ کی ملاقات ہوگی مگر ایک
سجدہ کیجئے میری طرف سے۔ حضرت نے قبول کیا۔ نقاب کبریا (شرک
خفی) کے پاس سے آواز آئی

قف یا حبیب اِنّ اللہ یصلے (قرآن)

(اے حبیب ٹھہر جاؤ خدا نماز میں مشغول ہے)۔

تحقیق یہ ہوئی کہ خدا نماز میں مصروف ہے جب کہ نبی علیہ السلام
نے خدا کی نماز پڑھی۔ حضرت محمد نے پوچھا ہمارے خداوند تعالیٰ
تمہاری پرورش کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ یوں آواز آئی۔

یُصَلِّیْ صَلَاتِہٖ

(وہ اپنی نماز پڑھ رہا ہے۔)

یعنی خداوند تعالیٰ اپنی نماز آپ ادا کر رہا ہے اور جتنی بھی
روحیں ہیں وہ نماز ادا کرتی ہیں اور خدا کے فرشتے بھی نماز ادا کرتے ہیں
اس کا مطلب ہے کہ جب تک بندہ اپنے آپکو نہیں پہچانے گا اس کی

سمجھ میں کوئی بات نہیں آئے گی عشق نے کہا مجھے بلانے کون آیا معشوق سے ملاقات کرانے کے لئے پردہ اٹھا کر وکیل (جبرئیل) نے نقاب کبریا ہٹا دی۔ اور عاشق و معشوق (اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد) کا وصل ہوا۔ اس طرح پیغمبر علیہ السلام وصل کے ساتھ ہی ظاہر میں کفر سے دور اور باطن میں شرک سے دور ہو گئے۔

وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ط

(اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں)۔

اِقْرَار بِاللِّسَان وَتَصْدِيق بِالْقَلْب

(زبان سے اقرار کیا اور دل سے یقین کیا)۔

اس کے بعد عاشق نے معشوق کا ہاتھ پکڑ کر تخت سرایہ پر معشوق کو تخت نشین کرا دیا۔ اور خدا نے کہا اے محمدؐ جس روز روشن اور تازہ خدا کا دیدار کرتے ہیں اس روز اس کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے یعنی مرشد کے نور میں خدا پالیں گے۔ اس روز یہاں آپ بھی دیکھئے اور ساری دنیا کو بھی دکھلائیے اور میرے رسول آپ ہی ہیں اور اپنی امت کو بھی اسی طرح کہیے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ

اَجْرًا عَظِيْمًا (قرآن)

(اے نبی جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پس جس نے عہد شکنی کی وہ اپنے نفس سے عہد شکنی کرے گا اور جس نے خدا سے اپنا معاہدہ پورا کیا اسے بہت بڑا اجر دیا جائے گا)۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (قرآن)

(جب تم نے کنکر پھینکے تو تم نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے)

مَنْ لَّمْ يُبَايِعْ عَلَى الْاِسْلَامِ فَهُوَ مُشْرِكٌ (حدیث)

(جس نے اسلام پر بیعت نہیں کی وہ مشرک ہے)۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (قرآن)

(جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی)۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ فِيْ اَنْفُسِهِمْ (قرآن)

(ہم انہیں اپنی نشانیاں عنقریب کائنات میں اور خود ان کے نفسوں میں دکھائیں گے)۔

جس نے محمدؐ کو دیکھا اس نے خدا کو دیکھا، جس نے محمدؐ کا حکم مانا اس نے خدا کا حکم مانا، جس نے محمدؐ کی بات سنی اس نے خدا کی بات سنی، جو محمدؐ بولتے ہیں وہی خدا بولتا ہے۔

يَنَامُ لِلّٰهِ وَيَاكُلُ لِلّٰهِ وَيَشْرَبُ لِلّٰهِ (حدیث)

(وہ خدا کے لئے سوتا ہے وہ خدا کے لئے کھاتا ہے اور خدا ہی کیلئے پیتا ہے)۔

(یعنی بندۂ مومن کا ہر فعل عبادت میں داخل ہوجاتا ہے) ؎

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(میں تو ہوا، تو میں ہوا، من تن ہوا تو روح ہوا، کوئی بھی اس کے بعد نہ کہہ سکے کہ میں کوئی اور ہوں اور تو کوئی اور ہے)۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَدىٰ (قرآن)

(نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ خدا کی طرف سے اس پر وحی نازل کی جاتی ہے)۔

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوىٰ (قرآن)

(اور جنت ان کا ٹھکانہ ہے)

یعنی حضرت محمدؐ اس وقت تک نہیں بولتے جب تک خدا کی مرضی نہیں ہوتی۔

ذکر الخفی طریق (حدیث)

عروج اور نزول کو پہونچنے کو خفی کہتے ہیں ؎

مردانِ خدا خدا نہ باشد
لیکن ز خدا جدا نہ باشد

(خدا کے بندے، خدا نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے)

اے عزیز خدا سے ملنا جدا ہونا یہ دونوں باتیں بھی تمہیں

اپنے مرشد سے معلوم ہوگی۔ اسی طرح محمدؐ کو اس ترتیب سے معراج کی
جبر دے کر بندے کو سرفراز کیا یعنی اعزاز دے کر بھیجا۔ حضرت محمدؐ نے
وصل کے بعد دو رکعت نماز (ایک رکعت جبریل کی نیت سے اور ایک
نی نیت سے) ادا کی۔ سلام پھیرنے کے وقت اللہ کا حکم آیا ایک رکعت
یری طرف سے بھی پڑھے، اسی حال میں تین بار اللہ اکبر، قرأت (قرآن
کا سورہ) پڑھے، روح سے سجدے کرے (یعنی کل روح امر رب)
سب روح اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں، اور اس نماز میں دعائے
نوت الحمد پڑھے، سلام پھیر کر دعا مانگے۔ دعا کیا ہے

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ

(اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما)

مجھے تیرا دیدار اور عشق اور مرتبہ نصیب ہو، میری امت
کو بھی ان باتوں کی توفیق دے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مَغْفِرَةً وَّالْعَافِيَه (حدیث)

(خداوند تعالیٰ بخشش ہو اور عافیت نصیب ہو)۔

مومنوں پر نماز واجب ہے۔ جبرئیل کا بولنا سنت ہے، نبی کا
ن اللہ کا بولنا ہے۔

لَاصَلوٰةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْب (حدیث)

(حضور قلب نہ ہو تو نماز نہیں)۔

منور قلب فرض ہے۔ خدا کا بولنا قول اللہ تعالیٰ ہے۔

فِی کَلَامِہِ الْمُقَدَّسِ الْاِنْبِیَاءُ وَالْاَوْلِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ دَائِمُوْنَ

(اللہ کے کلام پاک میں آیا ہے کہ انبیاء اور اولیاء ہمیشہ دل میں نماز پڑھتے رہتے ہیں)

مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بِاَرَادَۃِ الْوَصْلِ فَقَدْ اَشْرَکَ

(حدیث) (جس نے خدا کے پانے کی خواہش سے عبادت کی اس نے شرک کیا)۔

یعنی جس نے خدا کے وصل کی خواہش میں نماز پڑھی اس نے بھی شرک کیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا شریعت میں اللہ کو دیکھنا بہت اچھا ہے۔ حضرت علیہ السلام کو معراج ہوئی۔ بہت سے عالموں کو معراج کے سلسلے میں شبہ ہے وہ محض ان کی غلط فہمی ہے۔

لَا رَاحَۃَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اِلَّا بِلِقَاءِ اللہِ (حدیث)

(مومنوں کی خوشی اللہ کے دیدار میں ہے)۔

دیکھے بغیر یوں حضرت کے بولنے پر ایمان لانا گویا اسلام سے دور ہونا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس نے خدا کو پہچان لیا وہ بولتا نہیں خود میں اللہ کی ذات دیکھتا ہے مگر چپ رہتا ہے۔ اگر کہتا ہے کہ اس نے خدا کو دیکھا ہے تو شرک ہے اگر کہتا ہے کہ نہیں دیکھا تو کافر ہوتا ہے۔

مَنْ عَرَفَ اللہَ لَا یَقُوْلُ اللہَ وَمَنْ قَالَ اللہَ لَا عَرَفَ اللہَ (حدیث)

(جس نے خدا کو پہچان لیا وہ کہتا نہیں اور جو کہتا ہے اس نے خدا کو واقعی نہیں پہچانا)

(جانت ہیں سو کہت نہیں، کہت سو جانت ناہیں ۔ رحیم خانخاناں)

یعنی جو کوئی خدا کو پہچانتا ہے زبان سے کہتا نہیں اور جو خدا کا نام لیتا ہے زبان سے، خدا کو نہیں سمجھ پایا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کو اس دنیا میں اپنا کوئی ذاتی کام نہیں تھا خداوند تعالیٰ نے انھیں اپنا نائب بنا کر دنیا والوں کو خدا کی پہچان کرانے کے لئے بھیجا ہے۔

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ (قرآن)

(ہم خدا کے رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے)

یعنی خدا کا ارشاد ہے کہ میرے اور محمدؐ کے قول میں کوئی فرق نہ کرو۔ جب رسول اللہ معراج سے تشریف لائے تو سب سے پہلے حضرت علیؓ کو معراج کا سارا واقعہ بتایا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ وہ معراج سے آشنا ہوئے تو انہوں نے بغیر شک و شبہ کے اقرار کیا۔ جس نے معراج سے انکار کیا وہ کافر ہے مثلاً ابوجہل، ابولہب وغیرہ۔ کیونکہ خدا کا قول ہے "میرے قول میں اور محمدؐ کے قول میں کوئی فرق نہیں ہے"۔ پھر رسول اللہ معراج سے رخصت ہو کر اپنے گھر پہونچے۔ دروازے کی زنجیر ابھی تک ہل رہی تھی اتنا ہی وقفہ آنے جانے میں صرف ہوا۔ یہ واقعہ رسول اللہؐ نے خاص خاص صحابہ اور حضرت عائشہؓ کو سنایا اور معراج کے تمام واقعات بیان کئے۔

رَأَیْتُ رَبِّیْ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃِ اَمْرَدِ الْاِثْبَات

انا فی الوحدۃ واحد (حدیث)

(میں نے شب معراج میں خدا کو ایک خوبصورت نوجوان کے روپ میں دیکھا یہ ثبوت ہے کہ وہ یگانہ و یکتا ہے)

یعنی اپنے رب کو وہاں میں نے دیکھا، اپنے آپ میں خدا کو دیکھا، شب معراج میں میں نے خدا کو اپنی شکل میں دیکھا جو جوان اور خوبصورت تھا۔ وہاں خود کو تنہا دیکھا یعنی اپنے نور کے آئینے میں خدا کا دیدار کیا۔ یہ بات سن کر تمام صحابہ نے آمنا و صدقنا کہا اور ایمان لائے۔ جو ایمان لایا مسلمان رہا جو نہیں لایا وہ کافر رہا۔

طُوبیٰ لِمَنْ رَانِی وَلِمَنْ رَایٰ مَنْ رَانِی (حدیث)

(رتبہ بلند ہے اس کا جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا)

قول خدا ہے۔

وَمَا وَسِعَنِی الْاَرضِ وَلَا السَّمَاءِ الْعَبدِ لَاقلبَ المومنْ (قرآن)

(میں نہیں سمایا آسمان میں، میں نہیں سمایا زمین میں، بلکہ سمایا ہوا ہوں مومنوں کے دل میں)۔

یعنی خدا کی ذات آدمی کے تن سے نزدیک ہے یوں سمجھو کہ بندہ ہی خدا ہے پیغمبر علیہ السلام منزل (یعنی مرتبہ سے) اتر کر اس تن کے صفات میں آئے۔ خدا اور بندے کے درمیان ستر ہزار پردے باطن کے تھے

ذات اللہ اِقْرَبُ الیہ مِن جسد النسان (حدیث)

(انسان کے بہ نسبت اس کے جسم سے اللہ کی ذات زیادہ قریب ہے)

جبرئیل درمیان میں اللہ اور بندے کا وصل کرانے والے تھے اسکے بعد خدا کو محبت پیدا ہوئی اور محمدؐ کو انہوں نے وصل کے لئے طلب کرلیا۔

طَلَبَ اللہ تعالیٰ فرض الکل فردٍ اقبل کلّ فریضۃٌ

(حدیث) (اللہ کی طلب ہر شخص پر ہر فرض سے مقدم ہے)۔

امروز ایں جمال تو بے پردہ ظاہر است
درحریم کہ احدی فردا برائے چیست

(عباد ان اللہ حاضر و ناظر ہے خلاف ورزی کرے تو شریعت رخصت ہوتی ہے)

بندے خود کو پہچانیں اور اپنے دل کی تاریکی کو دور کریں نہ کہ ساری دنیا کو تاریک خیال کریں۔

لَاتُدرِکُہُ الابصارُ وھُوَ اللطیفُ الخبیر (قرآن)

(آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے اور خدا بہت لطیف اور تمام خبریں رکھنے والا ہے)

یعنی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکیں گے مگر دیکھیں گے میری آنکھوں سے ان کی پاک و تقدس صورت کو۔ بندے کو پہلے اپنی پہچان کرنی پڑتی ہے اس کے بعد ہی وہ خود کو پہچان سکتا ہے۔

وَاللہُ اَنْبَتَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا (قرآن)

(اور خدا نے تمہارے لیے زمین سے پیڑ پودوں کو پیدا کیا)

یعنی تمہارے تن کی زمین میں زندگی کا بیج بوتا ہے۔ جو کوئی تن کی زمین پاک کرے گا اور خدا کے منع کئے ہوئے کاموں سے باز رہے گا وہی درخت طوبیٰ کا میوہ بھی کھائے گا۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤمِنِیْنَ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ تِلَاوَتِ الْقُرْاٰنِ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ مِنَ النَّارِ وَحُسْنُ الْاِیْمَانْ

(حدیث) (نماز مومنوں کی معراج ہے نماز کے بعد قرآن پڑھنا اور روزہ رکھنا یہ دوزخ سے بچاتا ہے اور حسن ایمان ہے)

یعنی اللہ کا دیدار کرلیا تو مومنوں کی نماز ہو گئی۔ اللہ سے باتیں کرلیں تو تلاوت قرآن پاک ہو گئی۔ اس کو دیکھتے رہنا روزہ ہو گیا اور ان سب باتوں سے وہ دوزخ سے محفوظ ہو گیا۔ اے عزیز ان سب باتوں کے بغیر مسلمان، مسلمان نہیں رہتا جو لوگ کفر چھوڑ کر محمد کے دین کو قبول کرتے ہیں تو حضرت رسول اللہ اپنا نور انہیں دکھاتے ہیں اور خود کو ظاہر کر دیتے ہیں انہوں نے یہی ترتیب ایمانی بتائی ہے۔

اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَۃُ اَحْوَالِیْ وَالْمَعْرِفَۃُ رَاْسُ الْمَالِیْ (حدیث)

(شریعت میرے قول ہیں، طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں اور معرفت میرا خزانہ ہے)۔

یعنی کلمہ پڑھتے رہنا میری شریعت نماز ہے، میری طریقت روزہ رکھنا ہے، میری حقیقت مال زکوٰۃ کرنا ہے۔ میری معرفت کعبے کی نیت کرکے حج کرنا ہے۔ یہ سارے کام کرے تو مسلمان ہوتا ہے۔ اول کلمہ پڑھنا پھر تسبیح میں مشغول ہونا چاہیئے۔ ان احکامات کی عدولی نہ کرے اور جسم کو پاک و صاف رکھے تو مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

اَلْاِیْمَانُ اَوَّلَ الطَّرِیْقَۃِ اَوَّلُہَا شَہَادَۃُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

(حدیث) (ایمان طریقت کی ابتدا ہے اس میں سب سے پہلے یہ شہادت ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں)

یعنی نبیؐ کا ارشاد ہے کہ خدا کی تحقیق کرنے والوں کے نزدیک دنیا کو چھوڑنے سے تھوڑا مرتبہ حاصل ہوتا ہے "لا الٰہ الا اللہ"، پیغمبروں اور ولیوں نے دل کی زبان سے ادا کیا ہے اور دل کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا ہے۔ روح سے نماز ادا کیا ہے۔ دماغ سے روزہ رکھا ہے۔ وجود کو زکوٰۃ میں دیا ہے اور ذات (دیدار الٰہی) سے حج کیا ہے۔ نور محمد دیکھنا کلمہ ہے (حضرت آدم کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوئی کہ جب تک کہ ان کی نظر نور محمدی پر نہ پڑی نظر پڑتے ہی سارے گناہ معاف)

نور محمد پر ثابت (برقرار) رہنا۔ نماز ہے۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (قرآن)

(نماز قائم کرو)

اپنے وجود کا خاتمہ ۔ زکوٰۃ ہے ۔ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ (قرآن)

(زکوٰۃ ادا کرو)

دیدارِ الٰہی (کعبہ دیکھنا) ۔ حج ہے ۔

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ (قرآن)

(حج میں برائی اور گناہ اور مکروہات اور لڑائی جائز نہیں)

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ۔ (حدیث)

(موت سے پہلے ہی باعتبار خواہش مر جاؤ) ۔

یعنی موت کی نشانی بتاتے رہو یا خدا کی یاد اور اس کی معرفت میں موت آجائے ۔

اَلْاَنْبِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ (حدیث)

(نبی اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں)

یعنی پیغمبر اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں یعنی تن سے نماز ادا کرتے ہیں ۔ قبر میں تجھے اپنی حقیقت معلوم ہوگی پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ نماز کس طرح ادا کی ہے، قبر کی پرسش سے دوزخ کے عذاب کا علم ہوگا ۔ اے عزیز کون ایسا ہے جو خدا کی راہ میں جان دے کر حیات حاصل کرے گا ۔

درکسے منکر چوں نشانے تو منم — باداز شانہ چوں دوائے تو منم
گر لب کوئے من کشتہ شوی — شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

یعنی کہا کہ جو شخص درد مند بنکر آئے گا تو اس کی حاجت روائی میں کروں گا ۔ اگر میری راہ میں مارا جائے گا تو سارے گناہ میں بخش دوں گا ۔ (فنافی الشیخ سے سالک کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں ۔ مرشد گناہ بخشیں گے تو سمجھو نبی نے گناہ بخش دیئے) ایک روز مرشد کامل گناہ بخشیں گے ۔

جَعَلَ الشَّیْخُ الْکَامِلُ نَافِعاً لِلْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلَ النَّبِیَّ

(حدیث قدسی) (انسان کیلیے بنایا شیخ کامل کو اتنا ہی نافع جتنا نبی کو)

ایک دن مرشد کامل نفع بخشے گا جس طرح نبی نفع بخشتے ہیں ۔

ساری دنیا کی شفاعت کریں گے "پیر ہمیشہ محمدؐ پر کامل مرید سچا"

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

(حدیث) (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ہم رتبہ ہیں)

جنت اور دوزخ اپنا ہی وجود ہیں ۔ جس نے اپنا وجود پہچانا اس نے جنت پائی اور دوزخ سے نجات پائی ۔

؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید (مولانا رومؒ)

(یعنی پیغمبر علیہ السلام کے طریقے کے خلاف جو شخص کوئی بھی راستہ اختیار کرے گا کبھی بھی وہ منزلِ مقصود پر نہیں پہونچ سکتا ۔ بہترین ہمنشین ہمارے واسطے کون شخص ہے ۔ حضور نے فرمایا جسے دیکھنے سے

اللہ کی یاد پیدا ہو، جس کی بات سے علم میں ترقی ہو جس کے عمل سے آخرت یاد آجائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے۔ مرشد کو دس چیزیں سمجھنی چاہئیں، جو ان پر فرض ہیں۔

اول : علم، فہم و فراست (سمجھ داری) اور دانائی (عقلمندی)

دوئم : سخاوت یعنی دل اچھا ہو۔

سوئم : عمل ۔ زیادہ عقلمندی ۔ عمل عمدہ ہو۔

چہارم : حریص (لالچ) نہ کرنا (مرید کے مال پر نظر نہ رکھے)

پنجم : نادانی کی بات نہ کرے (مریدوں کے درمیان مجلس میں)

ششم : زیادہ عقل رکھنا۔

ہفتم : زیادہ شجاعت (طاقت رکھتے ہوئے بھی ظاہر نہ کرے)

ہشتم : یاد میں رہنا (ذکر الٰہی میں رہنا)

نہم : حال پر حال ہوئے (عالم غیب میں بار بار جاتا ہے)

دہم : جان پہچان (سوجھ بوجھ کا مالک ہو)

وضاحت :۔ قول رسول اللہ "پہلی چیز جو اللہ نے خلق کی وہ میرا نور ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور سب مومن میرے نور سے ہیں اور جو چیزیں عالم میں تم دیکھتے ہو، سب تمہاری ذات میں ہیں۔ آدمی کے جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے اور گوشت کے ٹکڑے میں قلب اور قلب میں روح ہے اور روح میں سر ہے اور سر میں خفی ہے۔

رسالہ معراج العاشقین

قَالَ نَبِی عَلَیہِ السَّلَام کہ انسان کے بوجنے کوں پانچ تن ہر ایک تن کوں پانچ دروازے ہیں ہور پانچ دربان ہیں۔ پہلا تن واجب الوجود مقام اس کا شیطانی۔ نفس اس کا امارہ یعنی واجب کے آنک سوں غیر نہ دیکھنا سو۔ حرص کے کان سوں غیر نہ سننا سو۔ حسد نک سوں بدبوئی نہ لینا سو۔ بغض کے زباں سوں بدبوئی نہ لینا سو کینا کے شہوت کوں غیر جا کا خرچنا سو۔ پیر طبیب کامل ہونا نبض پچھان کو دوا دینا۔

طبیب عشق را دکان کدام است
علاج جاں کند او راچہ نام است

پیر منع کئے سو پرہیز کرنا۔ مراقبہ کی گولی مشاہدے کے کلنسے میں میکائل کے مدد کے پانی سوں۔ جلی کا کاڑا کر کو پلانا۔ سگن کا کاڑا دینا۔ نرگن ہوا تو شفا پاوے گا طبیب فرمائے تیوں پرہیز کرے۔ لانے بھی طبیب ہووے گا ہور ماٹی میں ماٹی۔ ماٹی میں پانی۔ ماٹی میں آگ۔ ماٹی میں بارا۔ ماٹی میں خالی۔ ان پانچہ عناصراں کا واجب الوجود بوجا تو معرفت تمام ہوا۔ دوسرا تن ممکن الوجود۔ اس کا نگہبان اسرافیل۔ نفس لوامہ۔ حواس خمسہ ممکن کے آنک سوں غیر نہ دیکھنا سو۔ غفلت کے کان سوں غیر نہ سنا سو۔ وسواس کے نک سوں بدبوئی نا لینا سو۔ بخلی کے زبان سوں غیر نہ بولنا سو۔ مغروری کی شہوت کوں غیر جا کا نہ دوڑانا سو۔ غفلت ہور غضب ان پانچہ خواص کا مراقبہ کرنا۔ پیر کے ممکن کا مشاہدہ قائم کرنا۔ ذکر قلبی کر شریعت کے کانسے میں پلانا۔ نرگن ہوا تو ممکن کا درد جاوے گا، یوں پانی میں ماٹی۔ پانی میں پانی۔ آگ میں پانی۔ پانی میں بارا۔ پانی میں خالی۔ پانچہ عناصراں کا ممکن الوجود بوجا تو طریقت تمام ہوا۔ تیسرا تن ممتنع الوجود اس کا

قابض کرنے ہارا عزرائیل۔ نفس مطمئنہ۔ اسے پانچ پار دے ہیں۔ ممتنع کے آنک سوں خدا طرف نا دیکھنا سو سر کا در دونوں کانوں سوں خدا کا کلام نا سنا سو۔ تھنڈ ناک سوں خدا کی بوئی نا لینا سو۔ تب زبان سوں حق کی باتاں نا بولنا سوا چھے۔ شہوت کوں نا سنبھالنا سو کان پے۔ اون پانچ خواص کے پوڑی باندنا۔ پیر کے ممکن کا مشاہدہ کرنا۔ ذکر روحی کے شہد میں میلا کر سگن کے پانی سوں پینا۔ نرگن ہوا تو ممتنع کا در دجائے گا۔ آگ میں ماٹی۔ آگ میں بارا بارے میں آگ۔ آگ میں خالی۔ یو پانچ عناصراں کا ممتنع الوجود بوجیا تو پیر کا روح معلوم ہوے گا۔ یوں ہوا تو حقیقت تمام ہوا۔ چوتھا تن عارف الوجود اسے جبرئیل دینے ہارا او سو نورانی تن محمد کا بولتے ہیں۔ عارف کے آنک سوں جبرئیل کوں دیکھنا۔ کانوں سوں جبرئیل کی باتاں سننا۔ ناک سوں جبرئیل کی بوئی لینا۔ زبان سوں جبرئیل کی باتاں بولنا۔ شہوت کون جبرئیل لک اسے اپڑنا اون پانچ خواص کوں یک جاگا میلانا۔ پیر کی صفتاں کوں اپنے صفتاں کوں مطالعہ کرنا سو۔ مراقبہ پیر کے عارف تن کا مشاہدہ باندکر ذکر سرّی کی سوجی سگن کے شکر نرگن کے پانی میں پکا کر کھانا۔ پرہیز اس کا پیر سوائے ہور نا دیکھنا یوں ہوا تو عارف تن کا در دجائے گا۔ دل میں جیوں رس اچھے یا رس میں جیوں سن مٹھائی یوں ہوا تو اسے محمدی بولتے ہیں بارے میں بارا۔ بارے میں ماٹی۔ ماٹی میں پانی۔ پانی میں بارا۔ بارے میں خالی یوں پانچ عناصراں کا عارف الوجود بوجیا تو معریفت تمام ہوا۔ پانچواں تن واحد الوجود۔ اس کا فرشتہ ابلیس او خدا کے دروازے پر رہتا ہے۔ حدیث قلوب المومنین بیت اللہ تعالیٰ آئے گا۔ ایگانے کو اونے دیتا۔ بیگانے کو لنے نیں دیتا۔ اس کی آشنائی کئے تو اللہ ملتا ہوتا ہے واحد الوجود کے انک سوں۔ عشق کے کان سوں۔ محبت کی ناک سوں۔ یاد کا دم اس کی زبان سوں۔ ذکر لسان الغیب

اسے الہام بولتے ہیں۔ اس کا شہوت سوں صبر۔ اس پانچ خواص کا مراقبہ
باندنا۔ پیر کے واحد الوجود کا مشاہدہ کرنا۔ توحید کے دریا میں ٹھہرنا ذکر خفی کے
کے محل میں وحدہٗ لاشریک لہٗ کی نیت لینا۔ اس جاگا کا حال پیغمبر علیہ السلام
کہے سو معلوم کرنا۔ حدیث لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک
مقربٌ ولا نبی مرسلٌ یوں خالی میں ماٹی خالی میں پانی۔ خالی میں آگ
خالی میں بارا۔ خالی میں خالی۔ یو پانچ عناصراں کا واحد الوجود بوجیا تو توحید
تمام کا روح اسے کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمائے ہیں۔
التوحید حقیقت لا ربّ ولا عبد۔ اے عزیز اسے پیر کامل ہونا ہور
مرید صادق اچھنا۔ اپنے بھاتے میں گذر کر پیر کے بھاتے میں مرید ہونا۔ حدیث
قدسی الغسل مطہر المیّت۔ یعنی مرید کوں پاک کرنے ہارا اسے
پیر کامل بولتے ہیں۔ جیوں پیغمبر کوں معراج سو سن ترتیب سو۔ اپڑنا یوں ہوا
ولے پانچ محل کا جھاڑا کاڑا بولتے ہیں۔

شریعت کا محل واجب الوجود ذکر جلی اس پر حدیث ثابت ہے۔
الشریعۃ کالسّفینہ طریقت کا محل ممکن الوجود۔ ذکر قلبی الطریقۃ
کالبحر ہور حقیقت کا محل ممتنع الوجود۔ ذکر روحی والحقیقت ہور معرفت
کا محل ممتنع الوجود عارف الوجود ذکر سرّی۔ واحد کا محل واحد الوجود ذکر خفی
وحدہٗ لاشریک لہٗ قال علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ خیر ذکر
الخفی پیر کامل درکار ہے کہ پانچ محل کی خبر رکھنا۔ اگر نیں تو پیر رہزن ہوتا ہے۔
مرید اسلام تے جاتا ہے۔ یوں خدا کا قول ہے۔ واعرض عن الجاھلین
یعنی اگر پیر جاہل پکڑے اچھے تو اس سوں رخصت لینا۔ یوں جان بوجھنا اے
عزیز واجب کا ممکن سو نفس نفس کا ممکن سو دل ممتنع کا ممکن سو روح۔ روح
ممکن سو عارف۔ عارف کا ممکن سو نور۔ نور ممکن تو ذات ذات کا عشق اسے

عروج بولتے ہیں۔ ایتاں نزول کیوں ہوا۔ سو سن حدیثِ قدسی کنت کنزا
مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ اس کا معنی دریائے
قدیم سے برابرا ٹھیا۔ اسے محمدؐ کا نور بولتے ہیں۔ اس میں آپسکوں دیکھیا سو
خالق ہیں تے خلق کو اظہار کیا۔ قول تعالیٰ اول ما خلق اللہ نوری
اس کا معنی اے محمدؐ سب خلق کوں تیرے نور سوں پیدا کیا ہوں بعد اس کے
نور کے دیوے روشن کیا ہوں۔ اس روشنائی میں اپنی تصویر دیکھا سو دونوں
عالم نورانی ہور روحانی۔ یعنی نورانی سو ابو الارواح۔ ہور روحانی سو
ابو الاجساد۔ اجساد سو سفلی علوی کوں میثاق بولتے ہیں سفلی کوں محشر
بولتے ہیں۔ اس دونوں کی پیدائش آدم سے محمدؐ لک یک لک چوبیس ہزار پیمبراں
ہوئے۔ قول تعالیٰ یخرج من بین الصلب والترائب انہ
علےٰ رجعہ القادر اے پہچانت کسی پیمبر کوں نیں ہوا یو چار چیزاں چھپا کو
رکھیا تھا اپنے خزانے میں محمد رسول اللہ کوں بخشیا۔ موسیٰ پیغمبر رب ارنی بولے
خدا سے آواز لن ترانی۔ اپیے جبرائیل ہو کر بولائے آئے محمد کوں۔ تمام
معراج کیاں نشانیاں دکھلائے۔ محمد ہمیں جیوں دکھلائے تیوں تمہیں
دیکھو قول تعالیٰ ولکن اللہ یہدی من یشاء اس کا معنی جسے اپنی
ہدایت کرتا ہے۔ اسے فراق پیدا ہوتا ہے ملنے کے تئیں۔ ایک بادشاہ کی تعظیم ایک
امیر کوں بڑی کرتا ہے۔ تو اول جا بجا آرائش کرتا ہے۔ سو محمد کوں پانچہ تن سنوار کر
سات ایمان کے اوپر لاسے۔ انگے ہو کے عروج تے لے کر چالے ناسوت کی
منزل سوں قلبے کے شہر کوں انڑ سب وہاں کا جو کوچہ آرائش بنائے سو
ذرہ بذرہ دیکھیا۔ وہاں سے دُسرا ملکوت کی منزل کوں سیر کر کر ممکن کے شہر
میں جا کر پوچھے وہاں کا حقیقت۔ آسمان کے فرشتیاں کا تماشا دیکھ کر جبروت
کی منزل سوں ممتنع کے شہر کو پہونچے۔ وہاں کا سب حقیقت اندھار کہے

نیں سمجھتا آفتاب ہور مہتاب کا اوجیالا نیں۔ محمدؐ جبروت میں متفکر ہوئے۔ جبرئیل انگے
آ کر وہاں سوں عرفاں کے میدان میں لے کر آئے۔ جبرئیل کوں پوچھے جواب
دیئے۔ قول تعالیٰ یخرجہم من الظلمات الی النور۔ اے محمدؐ اس
ظلمات اندھارے میں تیرا نور اجیالا ہے چوتھی منزل لاہوت سو عارف الوجود
کے شہر کوں پونچے۔ لاہوت کے صدر پران کا تخت لا کو رکھے۔ حدیث
نبوی قلوب المومنین عرش اللہ تعالےٰ محمد ہور اللہ کے درمیان پر
دا باندے۔ اسے نقاب کبریا بولتے ہیں۔ عرفان کرسی پر محمدؐ کوں سلائے
اللہ محمدؐ باتاں کرنے۔ عشق کوں بلائے۔ عشق مشتاق ہو کر عاشقاں کی
باتاں معشوق کی باتاں عاشق کو سنائے۔ اللہ سے یہی آواز آیا۔ اے
محمد یک لک چوبیس ہزار پیغمبراں میرے طالب نیں کیا ہیں ان کو
طلب نیں کیا۔ تیرا فراق مجھے بہت ہوا ہیں تجھے اس راہ ہو کر لیا۔ اپنے
معراج کیاں نشانیاں میں تجھے دیتا ہوں۔ ایتاں میریاں باتاں
خوب سن کہ تیری امت کوں میرے بندیاں کوں خبر دیتا ہوں۔ قول تعالیٰ
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ اس کا معنی اے محمدؐ جے کوئی
تیری محبت مانیاں سو میری طاعت یوں نو دہزار باتاں اللہ کیاں ہور محمدؐ
کوں ہویاں۔ ہور تیس سپارے میں قرآن کر جلہ کیا۔ حدیث قدسی
انزل القران علی سبعۃ احرف کلہا شافٍ وکافٍ یعنی
نازل ہوئی قرآن سات حرفاں سوں بوجیا تو تحصیل تمام ہوا۔ تیس سپارے
میں تین قسم کئے۔ دس سپارے تیس ہزار باتاں روح سے تعلق کیاں۔
اے محمد تینوں عالم کوں خبر دیو ہور عالم ناسوت کوں معجزہ افضل
بتلائے۔ مسلماناں کو خبر دیو ہور ملکوت کو تزکیۂ نفس کے دل کی خبر دیو۔
ہور شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و وحدانیت کا خزانہ تمام

اپے سینے میں رکھیا ہوں سو تمیں بات لیوں قول تعالیٰ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّھٖ۔ یو سب باتاں نبی علیہ السلام کوں بول کر خلاصہ کے طبق میں چار کاسے رکھ دیئے۔ دودھ، پانی، شہد، شراب خلاصے کا سر پوش اڑا کر محمد رسول اللہ کے نزدیک بھیجے اور کہے۔ اے محمد تمہیں پیوے ہور تمہاری امت کو بھی پلاؤ۔ حضرت دودھ پیے۔ عرض کیے۔ اے میرے خدا دودھ کوں قبول کیا کاسے میں کسے دیوں۔ جبرئیل علیہ السلام خوش حالی کی خبر لیا۔ اے دودھ محبت کا کاسا، شہد کا کاسا۔ پانی قطرے کا کاسا۔ شراب عشق کا کاسا۔ اے عزیز، شہد شریعت ہور پانی طریقت ہور شراب حقیقت دودھ معرفت جبرئیل بولے۔ تم نے دودھ پیے سو خوب کیے۔ یہ حیران اس سمایا کیاں قولہ تعالیٰ یحمیو نھریہ دکان سے پانی کے علماں کو دلو" ظاہر کی پاکی تن کے وسواس میں اچھے گی۔ قولہ تعالیٰ الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس۔ اس کا معنی ابلیس سوں نہیں جانتے سو لوگاں کوں وسواس دیتا ہے۔ الناس کے سینے میں جیو کوئی ابلیس سوں واقف نا ہوئے گا اسے عالم کا اثر نہ کرے گا۔ علماک یعنی بوجھ نا بوجے تو اے آیت سن۔ مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا اس کا معنی علم پڑھ کر نیں بوجیا تو گدڑے پر عبیر لادے یا ضد لکیاں لکڑیاں لادے تو اسے کیا فائدہ۔ تیسرا شہد غافل کوں دیو دنیا کی لذت میں خدا کو لیکر پیٹ بھر کھا کو شہوت کی غفلت میں اچھیکے قال علیہ السلام الغافل حیات موت ولیس بادمہ اس کا معنا جیکوئی خدا کوں عبادت یاد سوں

لہ ڈاکٹر عبدالحق کے بیان کے مطابق ان کے نسخے میں یہ عبارت زائد ہے جبکہ ڈاکٹر محمد قاسم کے نسخے میں یہ عبارت نہیں ہے۔

غافل ہیں سو مردے ہیں۔ چوتھا کاسا شراب کا عاشقوں کوں دیوا د مشغول ہو کر اچھیگا۔ خدا انوکوں عبادت معاف کریا۔ قول تعالیٰ ولا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ اس کا معنا خدا کہا نماز کے نزدیک نا کو ہو مستی کے حال میں۔ اے بھائی سبھی سنو جیکوئی دودھ پیوے گا سو تمہاری پیروی کرے گا۔ شریعت پر قائم اچھیگا۔ پانی پیوے گا سو وسواس کے قطریاں میں ڈوبے گا۔ شہد پیوے گا شہوت میں خراب ہووے گا۔ شراب پیوے گا سو دیدار عاشق کا پیویگا۔ قولہ تعالیٰ وسقاھم ربھم شراباً طھورا اس کا معنا جیکوئی ساقی ہات سوں دیدار کا شراب پیوے گا یعنی پیر کے ہاتھ سوں مست ہوئے گا سہ

لباس زہد و تقوےٰ تا نہ پوشی
شراب معرفت را کہ بنوشی

اس کا معنا جیکوئی لباس تن کا پاک نہ رکھے گا او پہچانت کا شراب نہ پی سکیگا۔ اے عزیز او فرشتیاں کے معنے سن۔ دودھ جبرائیل پانی میکائیل شہد اسرافیل شراب عزرائیل۔ دوسرے معنے جبرائیل عقل کوں بولتے۔ میکائیل دل کوں بولتے اسرافیل دمکوں عزرائیل روح کوں بولتے۔ یو تمام نصیحت حضرت نے قطرے میں لیائے۔ بعد ازاں ملنے کا شوق ہوا اللہ کوں محبت ہور محمد کوں ذوق ہوا وصل کا یو سات صفتاں کیاں کی سرپوش اوڑا کر ذاتی سات صفتاں کے طبق میں یو پانچہ پوشک۔ جبرائیل لے کو صدق عدل حیا شجاعت عنایت یو صدق کا پے جامہ عدل کا جامہ حیا کا کمر بند شجاعت کا دستار عنایت کا دوپٹہ اڑا کو میرے معشوق کوں لے آ۔ ہور پیغمبر علیہ السلام ہو کو پینے۔ قال علیہ السلام الناس مع الباس نبی کہے جو کوئی کپڑے دینے کا صاحب ہوئے گا ہور جبرائیل کوں پوچھے یو پوشاک کہاں تھا یک لک

چوبیس ہزار کونیں دیا۔ میں بندہ عاجز مجھ پر عنایت کیا۔ اس کی کیفیت بولو
اپنی ذات میں کیوں رکھنا۔ جبرائیل خدا تے یو حکم لے آئے لولاک لما
خلقتُ افلاک اے محمدؐ! اللہ نے تجھے اپنی قدرت کا پیشوا کیا
بندیاں کوں خبر دینا صدق نبوت ہے، عدل ولایت ہے حیا قدرت سے ہے
عنایت بخشش رب کی ہے اے محمدؐ! صدق شریعت کی بندگی ہے جس میں
صدق ہے او مسلمان ہے قال علیہ السّلام الصّدق ینجی والکذب
یھلک اس کا معنا سچے کوں راحت ہے جھوٹا ہلاک ہے عدل طریقت کی
پیروی ہے جس میں عدل ہے او مومن ہے حیا حقیقت کا حال ہے۔ جس میں
مردم آزاری نیں او انساں ہے۔ شجاعت معرفت کی چال ہے جس میں اپنی
ہور خدا کی پہچانت ہے او بندہ ہے عنایت ہی بوج تمام پر ہے توحید کے
رہ میں آدم وحوّا یعنی اس تن کی پہچانت نفسانی فعلاں تے پاک ہوئے تو
شریعت میں سینے بولتے ہیں۔ عدل جبلی ہے یعنی نمکن کا حلاوت اس تن میں
کون ہے۔ سو بوج کر دل کے خطرے سے پاک ہوتے تو طریقت میں جبلی بولتے
ہیں۔ حیا شافی ہے ممتنع میں روح کوں بوج کر روح کے خطریاں سو پاک
ہوئے تو حقیقت میں شافی بولتے ہیں۔ شجاعت میں مالک ہے عارف
الوجود میں کا جان پنا بوجیا تو صاحب مذہب کا مالک بولتے ہیں یوں اپس
میں سب مذہباں کی خبر رکھیا ہے ظاہر باطن کی ترتیب بوجھ کر قائم اچھے تو
اسے صوفی مذہب بولتے ہیں۔ قولہٗ الفقیر ھو الصوفی مذھب اللہ۔
اس کا معنا نبی علیہ السلام کہے فقیر یک ہی مذہب امتے یعنی مواحد مذہب
ہو ہور اللہ کا مذہب ایک ہے۔ اے سالک محمدؐ صدق حضرت عمرؓ کو دیو
عدل دنیا میں قائم رہیں گی جیا حضرت عثمانؓ کوں دیو ایمان برقرار
رہے گا۔ شجاعت حضرت علیؓ کوں دیو ولایت کی پیروی دلیاں تے

جاری ہوئے کے قیامت تلک عنایت اے جاری ہونے کا بخشش ہے۔
اللہ تعالیٰ یوں پوچھیا تو چہار یاری مسلمان محمدی بولتے ہیں اگر نیں تو بندہ کہاں
اللہ خدا کون کافر بولتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ لعنۃ اللہ علی القوم
الکافرین۔ اللہ کیاں محمدؐ کیاں ذرا ذرا مزیاں کیاں باتاں پردے کے
باہر ہوتیوں۔ بعد از حضرت جبرئیل پیغمبر علیہ السلام کوں اللہ سوں ملنے کو چلو
کر کو عرض کیے حضرت نے بولے اے اخی جبرائیل اللہ کے میرے درمیاں ہستی
پردا ہے۔ قال علیہ السلام ان اللہ سبعین الف حجاب
من نور وظلمتی دکشفھا لاحرقت سبحات وجھہ۔ نبی
کہے تحقیق خدا کے میاں تے ستر ہزار پردے اوجیالے کے ہور اندھارے
کے۔ اگر اس میں تے یک پردا اٹھ جاوے تو اس کی آنچ تے میں جلوں۔
ہور یک وقت ایسا ہوتا ہے سمجھو اور دیکھو بے پروا اندھارے کے اجیالے
کے عارفاں پر ہے واصلاں پر پردے نورانی دبے واصلاں کا صفا پردا
ہوتا ہے سو محمدؐ کا نور اے عزیز۔ اول ربوبیت کا پردا سوائے تن جمالی
جسم کے پردے کوں اپڑے باج اس جمال الوہیت کے پردے ممکن
الوجود کوں اپڑ سکے۔ الوہیت کے پردے کوں اپڑے عارف الوجود کو
اپڑ سکے۔ اس روح القدس کے پردے کوں اپڑے باج اس کبریائی کے
پردے کوں بہتر جاگا دونوں عالم اسے دیکھنے کے معنی یوں محمدؐ دیکھے جو
آفتاب کے اجیالے میں تارے اچکر نہیں دستے۔ یوںؔ ہی دونوں عالم
کوں۔ یوں آفتاب ہوئے کر اسے معلوم ہوئے گا۔ قولہٗ تعالیٰ کل من
علیھا فان خدا دونوں عالم اچکر دستے ہیں سو معلوم ہوئے گا۔
فنا اس معنی کوں بولتیں اے بھائی من النظر الی اللہ تعالیٰ

[1] یہاں یوں تکرار کے ساتھ آیا ہے ڈاکٹر عبدالحق کے نسخہ میں۔

اس کا معنیٰ دائم خدائے تعالیٰ کو ویبقیٰ وجهہ ربك اسکا معنیٰ دائم خدائے تعالیٰ کا دیدار
لقا کرہے۔ قال علیہ السلام لایدخل احد فی عبادۃ حتی لایدخل نفسہ فی
عبادۃ حتی عبادۃ نفسہ ہے حضرت جبرائیل خداتے یو حکم ایک لائے دع نفسك و
تعالیٰ اسکا معنیٰ ستر ہزار پردے سیر کر بولے۔ آ۔ اے میرے نزدیک میرے تمارے درمیانی
ایک آئینہ رکھا ایک دسے آپس کوں ہور اوبیٹ دکھیندا دستا دورسے۔ اے جان نبی کے سب کے
جان نبی کے آرسی دور کو بوج لے واحد کا رنگ جبرئیل عرض کیا میراحد شجرۃ المنتہیٰ کے
جھاڑ تلک۔ ہور نبی علیہ السلام جبرئیل کوں پوچھے۔ اے اخی یو تینو جھاڑ ان نا مغرب
میں نا مشرق میں یو کہاں ہے سو خبر دیو۔ جبرائیل حضرت کوں بولے۔ اے محمد درست۔
طوبیٰ تمارے نور کو بولتے۔ ہور شجرۃ المنتہیٰ تمارے عارف الوجود کوں بولتے ہور قولہ
تعالیٰ والتین والزیتون ولا غیریۃ ولا شریکیۃ ہور زیتون تماری روح کو
بولتیں۔ یو تینو جھاڑ ہر ایک مومن کے تن میں ہے۔ یوں عالم نا بوج کو ایمان ہور امیاں
میں ڈھونڈتے ہیں۔ وہاں تے جبرئیل عرض کئے تمارا اللہ کا ملنا ہوئے۔ یریک سجدہ
کرو میری طرف سوں۔ حضرت قبول کئے۔ نقاب کبریا کے پاس کھڑے ایک آواز آیا۔
قف یا حبیب اللہ یصلے تحقیق خدا نماز کرتا ہے نبی علیہ السلام خدا کسی کی نماز
کرتا ہے۔ نبی علیہ السلام پوچھے۔ ہمارا اللہ تعالیٰ تماری پروارش کی نماز کرتا ہے۔ یوں آواز
آیا یصلے صلات خدا تعالیٰ اپنی نماز اپے کرتا ہے ہور جیکوئی پہنک روح میں، او بھی نماز
کرتے اپنے اپے۔ ہور خدا کے فرشتے بھی نماز کرتے ہیں۔ سو یو معنیٰ۔ بندے کو اپسے لیے میں نیڑے
باج اسکے کنج لے بات پھر سمجھاوے بغیر معلوم نا ہوے گا۔ بزان عشق میانی بولانے کوں آیا۔
معشوق کوں ملانے پردا اٹھا کر اپے وکیل ہو کر مشاط ملائے نقاب کبریا دور ہونے میں
اللہ بندے کا وصل ہوا۔ نقاب کبریا شرک خفی کوں بولتے ہیں پیغمبر علیہ السلام بنا ظاہر کے
کفر سوں ہور باطن کے شرک سوں۔ قولہ تعالیٰ وما لنا من المشرکین یگانگی میں
مشاطہ بیگانگی یوں ہوا۔ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب۔ اقرار نے تصدیق

انپڑیا بولتے ہیں۔ بعد زاں معشوق کا ہات عاشق پکڑ کر تخت پر خلوت کے گوشہ میں لے کر
یوں بولے۔ قولہ تعالیٰ وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ۔ اس کا معنیٰ خدا کہا اے
محمد اس روز دیدار دیکھتا ہے کہ روشن ہور تازہ خدا کا جس روز لے پہچانت کرنگا۔
اس روز یعنی پیر کے نور میں خدا پاویں گے۔ اس روز یہاں تو بھی دیک ہور عالم کو
بھی دیکھلا۔ ہور میرا رسول ہی توں امتاں کوں اسی موافق ہنے کرو۔ فوق ایدیہم
قولہ تعالیٰ ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق
ایدیہم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہٖ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ
فسیؤتیہ اجراً عظیما۔ اے محمد جیکوئی تمارے سوں بیت کریگا سو او میرے سوں
بیت کریگا۔ قولہ تعالیٰ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ اس کا معنا اے
او میرا ہاتھ ہیں یوں فرمائے حضرت حدیث نبوی من لم یباع علے الاسلام فھو
مشرك۔ اس کا معنا جیکوئی محمدؐ کی امت بیعت نہ ہوئے گا سو مشرک ہے۔ قولہ تعالیٰ
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اے محمد جیکوئی طاعت مانیا قولہ تعالےٰ
سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسہم اسکا معنیٰ خدا کہا اے محمد جوں ہمیں دکھلاو
او توں دیکھیا سو توں دیکھیا میں سنایا۔ سو توں سنیا میں بولیا سو توں بولیا۔ اب توں
دیکھیا سوں میں دیکھوں گا توں سنیا۔ سوں میں سنوں گا توں بولیا سو میں بولوں گا یوں
یگانگی میں اے بند آزاد ہونا یوں ہوا تو میں امت کی ردتے سے چھوٹتا ہوں۔ جیوں
کہ حدیث قدسی میں فرمایا ہے وینام اللہ ویاکل اللہ ویشرب اللہ اس کا
معنی بندہ پناہ ینے کی بولنے گذریا خدا کے عیش میں ہوا اس کا معنا اسکا اطاعت اس
کی خوشی اس کا کھانا اس کا پینا کل اللہ کوں ہے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اسکا معنا توں میرا ہو او جیو ہوا میں تن ہوا۔ تن کوں بول کیکوں تو جدا ہوا یا میں جدا۔

قولہ تعالیٰ وما ینطق عن الھویٰ فان الجنت ھی الماویٰ اسکا معنا اے محمد نیں بولتے اپنے
ہتے سوں بغیر از خدا کی رضا قال علیہ السلام ذکر الخفی طریق اس کا معنا عروجے و نزول کوں
اپنڑ نا خفی ہے ؎ مردانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن ز خدا جدا نہ باشند۔

اے عزیز واصلاں خدا سوں ملنا جدا ہونا یو دونوں بھی نیں یو بات پیر سوں معلوم ہوئے گی۔
یو پیغمبر علیہ السلام کوں اس ترتیب سوں معراج کی خبر دے کو بندے کوں سرفراز کر کوں بھیجا
یوں حضرت وصل کا خوش حالی کا دو رکعت نماز ایک رکعت جبرائیل کی طرف سوں ایک اپنے
طرف سوں نیت بند کر نماز پڑھے کئے۔ سلام پھیراتے وقت اللہ طرف سوں یو حکم آیا محمد میری
طرف سوں یوں یک رکعت کر و اسی حال سوں اللہ اکبر بولے تن سوں دل سوں قرات
پڑھے روح سوں سجدہ کئے اس نماز میں دعائے قنوت الحمد پڑھے سلام پھیر کر بعد دعا
منگے حدیثِ نبوی اللھم انی اسئالک مغفرۃ والعافیہ اس کا معنی نبی کہے
تحقیق منگتا ہوں خدا تیرے پاس بخش مجھے تیرا دیدار ہور قرب یوں میری امت کوں بھی
دیدار دے یو نماز موماں پر واجب ہے۔ جبرائیل کا بولنا تن سوں سنت ہے نبی کا بولنا قولہ
تعالیٰ دل سوں کرنا قال علیہ السلام لا صلاۃ الا بحضور القلب فرض ہے خدا کا
بولنا قولہ تعالیٰ فی کلامہ المقدس للانبیاء والاولیاء یصّلون فی قلوبھم
دائمون نماز ختم ہے سب نمازاں قال علیہ السلام من ارادلعبادۃ بالدۃ الوصل فقد
اشرک یو ہے اس کا معنا جیکوئی نماز کئے پر نماز کرنا شرک ہے یو بات یو نماز کئے سو لوگاں کو
معلوم ہے نبی علیہ السلام فرمائے ہیں شرع میں اللہ کوں دیکھنا خوب ہے درست ہے
حضرت علیہ السلام کوں معراج ہوا سو کل عالم کوں ظاہر ہے وہ کاں ہوا سو معلوم نیں
پیغمبر علیہ السلام کو دیکھا کہے تو عالماں کوں گمان پڑا ہے۔ قال علیہ السلام لا راحۃ المومنین
الا بلقاء اللہ دیکھے بغیر یوں حضرت کے بولنے پر ایمان نالا تو اسلام تے دور پڑنا ہے۔
قال علیہ السلام کوئی دونوں جہاں میں مگر اللہ کی ذات اپنے میں سوائے یوں دیکھیا ہے چپ

رہے۔ اگر دیکھیا ہوں کہے مشرک ہوتا ہے۔ ہور نیں دیکھیا کہیا تو کافر ہوتا ہے۔ یوں پیغمبر
علیہ السلام حدیث فرمائے ہیں من عرف اللہ لا یقول اللہ ومن قال اللہ لا عرف
اللہ اس کا معنی نبی کہے جیکوئی پہچانیا خدا کوں عزیز نیں بولتا زباں سوں ہور جو خدا کا ناؤں
لیتا زبان سوں نیں سمجھا خدا کوں عزیز پیغمبر علیہ السلام کو دنیاں میں اپنا کچھ کام نہ تھا یو
خدائے تعالیٰ اپنا نائب کر کو عالم کے لقا اپنڑانے کوں پہچان قولہ تعالیٰ لا نُفَرِّقُ بَیْنَ
اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ اس کا معنا خدا کہا میرے بولنے میں ہور محمد کے بولنے میں فرق
نکرو پھر حضرت معراج سوں رخصت لیکر اپنے گھر پہچان پھر آتے اور پہنچانا اتے انکوں
بولنے میں گرم نشانی خوشوقتی کوں بولتے ہیں یوں حضرت اپنی مبارک زبان سوں حضرت بی
بی عائشہ سے کہے ہیں کل اصحاباں ہور خاص اصحاب مجلس میں حاضر تھے۔ ہور حضرت نے تمام آج
کی خبر بولے۔ قال علیہ السلام رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ امرد
لا ثبات انا فی الوحدۃ واحد اسکا معنی اپنے رب کوں وہاں میں دیکھیا۔ کوئی نئے
خدا میں اپنے میں آپ دیکھیا۔ اللہ سوں پہلے رب کوں رات معراج کے ہور میرے جیکوئی
صورت میں۔ ہور جوان تھا۔ ہور خوب حسن تھا۔ لقا تہاں اپے اکیلا۔ جہاں پیغمبر
علیہ السلام دیکھیا کہے سو اپنے نور کے آئینہ میں دیکھیا کہے سو وصل۔ یو
بات سنکر تمام یاراں امنا وصدقنا کہے۔ جو کوئی ایمان لیائے
سو مسلمان ہووے ہور نیں لیائے سو کافر ہوئے۔ قالَ علیہ السلام
طوبیٰ لمن رانی ولمن رای من رانی اس کا معنی بھی کہے جو کوئی
میرے پر ایمان لیایا اگر نیں تو مشرک ہور کافر قولہ تعالیٰ وما وسعنی
الارض ولا السماء العبد لا قلب المومن اس کا معنی نیں سمایا
زمین میں نیں سمایا آسمان میں مگر سمایا ہوں موماں کے دلمیں۔ قالَ
علیہ السلام ذات اللہ اقرب الیہ من حبل الثنان اس کا
معنا خدا کی ذات آدمی کے تن سے نزدیک ہے یوں بوجے تو بندہ خدا ہے یہی تن!

پیغمبر علیہ السلام منزل سے اتر کر اس تن کی صفات میں آئے بعد از شرع ظاہر ہوا۔ بندے کے اللہ کے میانے ستر ہزار پردے باطن کے پردے تھے میانے جبرائیل اللہ بندے کی کارسازی میں تھے بعد از خدا کوں محبت پیدا ہوا۔ محمدؐ کوں طلب پیدا ہوا وصل کا۔ قال علیہ السلام طلب اللہ تعالیٰ فرض فرد قبل کل فریضۃ اس کا معنا طلب کرنا اللہ کا فرض ہے۔ سب فرضاں ستی اول ہے

سہ

امروز ایں جمال تو بے پردہ ظاہر الیست
درحیرم کہ احدی فردا برائے چیست

اس کا معنا عباد ان اللہ حاضر و ناظر ہے، صیاد ہنا کہے تو شرع جاتا ہے۔ کیا واسطے بندیاں ایے اندھارے اپنے پہچانت نا کر سک کو عالم کوں اندھے کہتے۔ خدا یوں کہیا۔ قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ اس کا معنا نادیک سکے کے اپنے انکھیاں سوں اگر دیکھیں گے میرے انکھیاں سوں الا پاک صورت صاحب کی۔ اے عزیز! اللہ بندہ پنایہاں پچھان کو جانا نیں تو شرع جاتا ہے۔ اول اپنی پچھانت بعد از خدا کے پچھانت کرنا۔ بیچ کنڈری میں بند کر نچیا میوا منگے تو کیوں کھائے گا۔ قولہ تعالیٰ واللہ انبتکم من الارض نباتاً اس کا معنا خدا کہیا تمہارے تن کی زمین میں جیو کا بیج پڑیا ہوں۔ جیکوئی تن کی زمین پاک کریگا خدا منع کیا سو فعلاں تے او جھاڑ بار آوے گا۔ نیز انے درخت طوبیٰ کا میوہ بھی کھاوے گا۔ قال علیہ السلام الصلوٰۃ معراج المومنین بعد الصلوٰۃ تلاوت القرآن الصوم جنہ من النار وحسن الایمان اس کا معنا اللہ کا دیدار سو مومناں کا نماز۔ اللہ سوں باتاں کرے سو قرآن کا تلاوت اللہ سوں وجود میں خدا کا دیدار بنا اللہ کوں نہیں دیکھے سو دوزخ اللہ کوں دیکھتے رہنا سو روزہ اس کے دیک میں آپکوں لبرنا سو ایمان اے عزیزاتیاں بنا مسلمانی تے کوں سنو۔ جیکوئی کفر چھوڑ کو

محمد کے دین آئے تو حضرت جمال تو بے پردہ ظاہر است یو ترتیب سکلاتے تھے۔ الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی والمعرفۃ راس مالی۔ اس کا معنا کلمہ پڑنا۔ میرا شریعت نماز کرنا۔ میرا طریقت روزہ رکھنا میرا حقیقت مال زکوٰۃ دینا۔ معرفت کعبے کوں نیت بندنا میرا حج یو فعل کرے تو مسلمان ہوتا ہے اول کلمہ پڑیں ہور تسبیح سوں مشغول ہوئے۔ اس کا تقصیر نا کرنے پاکی تن تو حاصل ہووے اے عزیز قال علیہ السلام یوں فرماتے ہیں۔ الایمان اول الطریقۃ اولھا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ اس کا معنیٰ نبی کہے خدا کوں تحقیق کرنے ہاریاں کوں نزدیک دنیاں کو چھوڑنا سو تھوڑا مرتبہ ہور لا الہ الا اللہ اول کے پیغمبراں ہور ولیاں دل کی زبان سوں بولے ہیں ہور دل کی انکھیاں سوں دیکھے اللہ کوں روح سوں نماز کرنا سر سوں روزہ رکھنا نو دسوں زکوٰۃ دینا ذات سوں حج کرنا یو بات سننے میں نیں معلوم ہوتا پیغمبر دیکھے محمدؐ کے نور کوں دیکھنا سو کلمہ واقیموا الصلوٰۃ اس پر ثابت رہنا سو نماز الصوم واٰتوا الزکوٰۃ اپنی ہستی سب کو لوٹانا سو زکوٰۃ برتنا سو حج قولہ تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج حقیقی۔ قال علیہ السلام فرماتے ہیں موتوا قبل ان تموتوا اس کا معنا موت کی نشانی بتاتے گذریا سو موت خدا کے بتاتے میں رہنا سو حیات قال علیہ السلام الانبیاء یصلون فی قبورھم اس کا معنا پیغمبراں نماز کرتے ہیں اپنی گور میں یعنی تن سوں گور تجے معلوم ہوئیگا پھرتے توں جانیگا نمازیوں ہو سو لوگاں سوں گور کا پرسش دوزخ کا عذاب اچھیگا۔ اے عزیز ایسا کون مرد ہے خدا کی رہ میں جیو دے کر لیوے گا سہ

باداز شانہ چوں دوائے تو منم
درکے مسگر چوں نشانے تو منم

گر بر سرِ کوئے من کشتہ شوی
شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

اس کا معنا خدا کہا جکوئی درد مندی ہو کر آئے تو دوائی میں کروں تن کہ منکر ہوا جوں آشنا توں میرا اگر میری رہ میں مارے جائیگا۔ اے عزیز! اس بوج کوں پیر کامل ہونا مرید طالب دیدار ہونا خدا فرمایا ہے۔ حدیثِ قدسی میں فرمایا۔ جعل الشیخ الکامل نافعاً الانسان کما جعل النبی اس کا معنی یک روز میں کامل مرشد نفع بخشتے ہار اجیوں نبی بخشتے تھے۔ سب عالم شفا پائے توں۔ پیر ہمیشہ محمد پر کامل مرید سچا۔ قال علیہ السلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل او معنا میری امت کے بوجنے سو لوگاں ان کے پیغمبراں اسے اچھیگے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

اس کا معنی نبی جیوں بوجے بغیر نا انپڑے وطن کوں۔ اے عزیز مرید صادق اچھے پیر کے ہوا کون امر خدا ہور رسول پیدا کیا ہے۔ اپنے بوج کوں محمد کوں یہی ہے نصیحت کرنے کوں۔ ابیات میں امام جعفر الصادقؑ خوب فرمائے ہیں۔ پیر کوں درکار ہے۔ دس چیز سمجھنا۔ سو اس پر فرض ہوتا ہے۔ اول علم اچھے دانائی کا بوج کا۔ دوئم سخاوت اچھے دل کا۔ سوئم عمل اچھے دائی کا چہارم مرید کے مال سوں طمع نا کرنا حرص کا۔ پنجم نادانی کی بات نا کرے مریداں میں ششم عقل اچھے۔ ہفتم شجاعت اچھے۔ ہشتم یاد میں رہنا، نہم حال پر حال ہوئے دہم سو بوجہ کا مالک ہووے۔

تمام شد

ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی

لکچرار (ریٹائرڈ)
یو۔ جی۔ سی۔ پروفیسر، شعبہ اردو،
لکھنؤ یونیورسٹی

۷۱۔ اشفاق اللہ مار...
امین آباد، لکھنؤ
مورخہ ۲۱ مئی ۸۱ء

معراج العاشقین، تصوف کی مشہور کتاب ہے۔ اردو ادب کے ... یہ میں یہ کتاب گوہر یکتا ہے۔ نثر میں اس کو اولیت اور اہمیت حاصل ہے۔ یونیورسٹی ... نصاب میں کلاسکی ادب کی حیثیت سے یہ کتاب شامل ہے۔ زبان اور موضوع ... سے یہ کتاب اتنی اہم ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ اور جملے کے معانی و مطالب ... تشریح کرنا پڑتی ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر، ثریا پروین صاحبہ ... شرح و تنقید لکھی ہے۔ اس مشکل اور اہم کام کو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی ... سے انجام دینا، بڑی محنت، ہمت، کاوش اور تلاش کے بغیر ناممکن تھا۔ ثریا ... قابل مبارکباد ہیں کہ ان کے ذوق ادب اور شعور نے انتہائی مفید موضوع ... اور بڑے متوازن اور سلجھے ہوئے انداز میں کتاب اور مصنف کے متعلق ... سلیس اور بامحاورہ زبان۔ روانی اور دلکش انداز بیان ... نثر ثریا ... خصوصیات ہیں۔

مصنف کے حالات کے بعد معراج العاشقین کی شرح لکھی ہے اس میں ... کا حسن و جمال برقرار ہے اور ہر بات کو بڑی خوبی کے ساتھ سمجھایا ہے۔

آخر میں معراج العاشقین کا اصل متن شامل کیا ہے۔

یہ کتاب جسطرح ابھی تک اپنے اعلیٰ مطالب کی بنا پر زندہ ہے مجھے توقع ہے کہ ثریا صاحبہ کی ... یہ شرح بھی اپنی افادیت کی وجہ سے زندہ و پائندہ رہیگی اور اردو دنیا اس سے مستفید و مستفیض ہوتی رہے گی۔

شجاعت علی سندیلوی